حضرت

فاطمہ زہرا

علیہا السلام

سیرت ائمہ پر مستند اور مختصر کتب کا سلسلہ

تحریر: مجلس مصنفین ادارہ در راہ حق۔ قم (ایران)

دار الثقافۃ الاسلامیۃ پاکستان

حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام

تحریر

مجلسِ مصنفین ادارہ درراہِ حق۔ قم ایران

ترجمہ

ادارہ نورِ اسلام

یکے از مطبوعات

دار الثقافۃ الاسلامیۃ پاکستان

۲۔ بے۔ ۵/۴ ناظم آباد نمبر ۲ کراچی

نام کتاب ______ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام

تحریر ______ مجلسِ مصنفین ادارہ در راہِ حق (قم ایران)

ترجمہ ______ نورِ اسلام، فیض آباد

ناشر ______ دار الثقافۃ الاسلامیہ پاکستان

کتابت ______ قاضی اقتدار حسین

تاریخ اشاعت ______ شوال ۱۴۱۲ھ اپریل ۱۹۹۲ء

شہزادیٔ کائنات
سیّدۃ نساء العالمین
فخرِ "مریم" نازشِ "آسیہ"
جگر بندِ "خدیجہ" حضرت فاطمہ زہراؑ
کی یہ نہایت مختصر سوانح حیات، یوسفِ زہراؑ
نورِ نگاہِ فاطمہؑ، حضرت بقیۃ اللہ الاعظم،

امام مہدی آخر الزمانؑ

(اُن کے خاکِ قدم پر ہماری ہزار جانیں نثار، خدا اُن کے ظہور میں تعجیل فرمائے)
کی بارگاہ اطہر و اقدس میں "بضاعتہ مزجاۃ" کے طور پر
پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُزْجَاةٍ
فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۔ إِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي
الْمُتَصَدِّقِينَ ۔ مترجم

فہرستِ مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وبہ نستعین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَجِّلْ فَرَجَھُمْ

السّلام علی المھدیؑ......

مختصر حالات

نام ـــــ فاطمہ۔

کنیت ـــــ ام الحسن، ام الحسین، ام المحسن، ام الائمہ اور ام ابیہا۔ (۱)

القاب ـــــ مشہور ترین لقب۔ زہراء، بتول، صدیقہ کبریٰ، مبارکہ، عذراء، طاہرہ اور سیدۃ النساء (۲)

والد بزرگوار ـــــ رسول خدا پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

والدہ ماجدہ ـــــ خدیجہ کبریٰ۔ رسول خدا کی سب سے پہلی زوجہ اور ایمان لانے والی سب سے پہلی خاتون۔

ولادت ـــــ بعثت کے پانچویں سال مکہ میں۔ (۳)

شہادت ـــــ ۱۱ سنہ ہجرت۔ مدینہ میں۔ رسول خدا کے انتقال کے ۲½ مہینے بعد۔ (۴)

مدفن ـــــ سیاسی وجہات اور خود کی وصیت کی بنا پر شب کی تاریکی میں حضرت علیؑ کے ہاتھوں دفن کی گئیں (۵) اور آج تک یقینی طور پر قبر کا پتہ نہ معلوم ہو سکا۔

اولاد ـــــ امام حسن مجتبیٰؑ، امام حسین سید الشہداءؑ، زینب کبریٰ، ام کلثوم اور محسن۔ جو سقط ہو گئے۔ (۶)

---

(۱) کشف الغمہ مطبوعہ اسلامیہ ۱۳۸۱ ج ۲ ص ۱۸۔ مناقب شہر آشوب مطبوعہ نجف ج ۳ ص ۱۳۲۔ بحار الانوار طبع جدید ج ۴۳ ص ۱۶۔ بیت الاحزان محدث قمی مطبوعہ سید الشہداء قم ص ۱۲۔ (۲) مناقب ج ۳ ص ۱۳۲۔ بحار ج ۴۳ ص ۱۶۔ بیت الاحزان ص ۱۰۔ ۱۲۔ (۳) و (۴) مناقب ج ۳ ص ۱۳۲۔ اصول کافی ج ۱ ص ۴۵۸ مطبوعہ اسلامیہ۔ (۵) مناقب ج ۳ ص ۱۳۷۔ اصول کافی ج ۱ ص ۴۵۸ مطبوعہ اسلامیہ۔ (۶) مناقب ج ۳ ص ۱۳۳۔

نونہال رسالت

جمعہ کا دن، جمادی الثانی کی بیسویں تاریخ پیغمبر اسلامؐ کی بعثت کے پانچویں سال آسمان حجاز کی وسعتوں میں، مکہ کی پہاڑیوں کے درمیان، خانہ کعبہ کے سایہ میں وحی کی منزل میں، اس آنگن میں جہاں پیغمبر اسلامؐ کے ملکوتی لب آیات قرآنی کے انوار بکھیر رہے تھے۔ اس گھر میں جس کو وحی کے فرشتے خوب پہچانتے تھے جہاں برابر آیا جایا کرتے تھے۔ جہاں صبح و شام پیغمبرؐ کی نماز کی آواز اور تاریکی شب میں تلاوت قرآن کی صدائیں زمین کو رشک آسمان بنائے ہوئے تھیں۔ وہ گھر جو یتیموں کی امید کا مرکز، فقیروں کی پناہ گاہ، اسیروں کا مامن پیغمبرؐ اور خدیجۃ الکبریٰ کا کاشانہ ——— اسی بیت الشرف میں ایک بچی پیدا ہوئی۔[1]

پیغمبر کی بیٹی، نونہال رسالت، پیکر عصمت خلاصہ بشریت، زمین پر خلافت الٰہیہ کی ہمراز و ہم پلہ، ساری دنیا کی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام نے اس دنیا میں قدم رکھا۔

جناب فاطمہ زہراؑ کی ولادت سے رسول خداؐ کا گھر اور بھی زیادہ مہر و محبت کا مرکز بن گیا۔ اس وقت جب کہ مکہ میں ہر طرف سے پیغمبرؐ کو رنج پہونچایا جا رہا تھا، ہر طرف مخالفت کی تند و تیز آندھیاں چل رہی تھیں حضرت زہراؑ کا وجود اپنے والدین کو نسیم صبح کی طرح آرام پہونچا رہا تھا۔ کتنی عظیم الشان ہے وہ بیٹی جو اتنی عظمتوں کی مالک ہو۔ سردار کائنات حضرت رسول اکرمؐ کو اس سے تسکین حاصل ہو، اور یہ فرمائیں ...... "میری روح ہے، میں اس سے بہشت کی خوشبو سونگھتا ہوں"[2] یہ چیز فاطمہ زہراؑ کے بارے میں کوئی تعجب خیز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ اس عظیم الشان اور بلند مرتبہ گروہ کی ایک فرد ہیں، جن کے بارے میں خداوند عالم نے اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے: ————

(۱) کشف الغمہ ج ۲ ص ۱۳، مناقب شہر آشوب، ج ۳ ص ۱۳۲، منتہی الآمال مطبوعہ مطبوعاتی حسینی تہران ص ۱۵۶، بیت الاحزان ص ۹۔

(۲) کشف الغمہ ج ۲ ص ۲۴، بحار ج ۴۳ ص ۴، ۵، ۶، ۵۲، عیون اخبار الرضا مطبوعہ تہران انتشارات جہان ج ۱ ص ۱۱۶۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا[۱]

بیشک خدا نے یہ ارادہ کیا ہے کہ اے اہلبیت رسالت تم سے ہر طرح کے رجس کو دور رکھے اور تمہیں پاک و پاکیزہ قرار دے۔[۲]

حضرت فاطمہ زہراؑ پیغمبر اسلامؐ کے وجود کا خلاصہ، حضرت زہراؑ کی سراسر نورانی زندگی ہر طرح کے آسمانی احترام کی سزاوار ہے۔ وہ نگاہ خدا میں تمام عورتوں کا انتخاب ہیں۔ انہوں نے اپنے کردار کی پاکیزگی سے عورتوں کی منزلت کو معراج عطا کی ہے۔ جناب فاطمہ زہراؑ کا تنہا وجود اس بات پر مکمل گواہ ہے کہ عورتیں بھی معنویت کے عظیم درجات حاصل کر سکتی ہیں۔ اور ان مقامات تک پہونچ سکتی ہیں، جہاں تک عام مردوں کی رسائی نہیں ہے۔

پدر بزرگوار کے ساتھ

حضرت فاطمہ زہراؑ کے پدر بزرگوار ہر توصیف و تعریف سے بے نیاز ہیں۔ خداوند عالم نے قرآن کریم میں ان کو صاحب "خلق عظیم" قرار دیا ہے۔[۳] اور ان کے بارے میں قرآن کی یہ نص موجود ہے کہ

مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی[۴]

یہ اپنی خواہش نفس سے کوئی کلام نہیں کرتے جو کچھ بھی کہتے ہیں وحی الٰہی ہے۔

فاطمہ زہراؑ نے اپنی پر نور زندگی وحی کی شعاعوں اور انسان ساز پدر کے سایہ میں گذاری۔ ابھی دو سال کی تھیں کہ کفار قریش نے اقتصادی بائیکاٹ کر دیا۔ اپنے پدر کے ہمراہ تین سال تک

---

(۱) سورۂ احزاب آیت ۳۳۔ (۲) امالی طوسی مطبوعہ نجف ج ۲ ص ۱۹۲، ۲، ۱۷، ۲۱۳۔ اور بہت سی کتابیں۔

(۳) سورۂ قلم آیت ۴۔ (۴) سورۂ نجم آیت ۴۔

"شعب ابوطالب" میں قید و بند کی زندگی گذارتی رہیں۔ پدر و مادر اور دوسرے مسلمانوں کے ہمراہ بھوک و پیاس اور دیگر سختیاں برداشت کرتی رہیں۔[1]

بعثت کے دسویں سال جب ذرا "شعب ابوطالب" سے نجات ملی تو مادر گرامی جنھوں نے دس سال تک مسلسل رنج والم برداشت کئے اور خاص کر اس دور کی پریشانیاں برداشت کی تھیں جب کفار نے اقتصادی پابندیاں عائد کر دی تھیں، اسی سال فاطمہ زہراؑ اپنی ماں کی محبتوں سے محروم ہو گئیں۔ یہ مصیبت گرچہ بہت سخت تھی لیکن اس کے بعد زیادہ سے زیادہ پدر بزرگوار کے ساتھ رہنے لگیں اور ان کے دامن تربیت میں زندگی بسر کرنے لگیں۔ آٹھ برس کی تھیں کہ ہجرت کے فوراً بعد خاندان پیغمبرؐ کی دوسری خواتین کے ہمراہ حضرت علیؑ کے ساتھ مکہ سے مدینہ تشریف لے گئیں[2] اور پدر بزرگوار کے ساتھ رہنے لگیں۔ مدینہ کی گوناگوں مشکلات میں فاطمہ زہراؑ اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ شریک تھیں جنگ احد میں جب مسلمانوں کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا اور پہاڑ میں پناہ لینا پڑی۔ فاطمہ زہراؑ پریشان ہو کر مدینہ سے وہاں پہونچیں اور حضرت علیؑ کے ساتھ پیغمبر اسلامؐ کے زخموں پر مرہم رکھنے لگیں[3]

فاطمہ زہراؑ اسلام کے ساتھ پلی بڑھیں اسلام اور قرآن ہمیشہ ان کے ساتھ تھا۔ وحی اور نبوت کی فضا میں سانس لیتی تھیں اور پروان چڑھ رہی تھیں۔ ان کی زندگی پیغمبر اسلامؐ کی زندگی سے جدا نہیں تھی۔ شادی کے بعد بھی فاطمہ زہراؑ کا گھر پیغمبر اسلامؐ کے گھر سے ملا ہوا تھا۔ پیغمبر اسلامؐ سب سے زیادہ اسی گھر میں آتے جاتے تھے روزانہ صبح کو مسجد جانے سے پہلے فاطمہ زہراؑ کا دیدار کرتے تھے[4][5]

پیغمبر اسلامؐ کے خادم کا بیان ہے کہ جب پیغمبر اسلامؐ سفر پر تشریف لے جاتے تھے سب سے آخر میں فاطمہ زہراؑ سے رخصت ہوتے تھے اور جب واپس تشریف لاتے تھے سب سے پہلے

---

(۱) شعب ابوطالب مکہ کے کنارے ایک جگہ تھی جہاں پیغمبر اسلامؐ ان کے رشتہ دار مسلمان اقتصادی پابندی کے بعد قید و بند کی زندگی گذار رہے تھے۔ منتہی الآمال ص ۶۳، ۶۴۔ (۲) کشف الغمہ ج ۲ ص ۷۹، ۸۰۔ (۳) امالی طوسی ج ۲ ص ۸۴، ۸۵۔

(۴) مناقب شہرآشوب ج ۲ ص ۶۵ منتہی الآمال۔ (۵) کشف الغمہ ج ۲ ص ۱۳۔

فاطمہ زہراؑ سے ملاقات کرتے تھے[۱]۔ پیغمبر اسلام کی زندگی کے آخری لمحات میں فاطمہ زہراؑ آنحضرتؐ کے سرہانے تھیں اور رو رہی تھیں اور پیغمبر اسلام ان کو دلاسہ دے رہے تھے کہ سب سے پہلے تم سے ملاقات ہو گی[۲]۔

مادر گرامی

فاطمہ زہراؑ نے زندگی کے ابتدائی پانچ سال اپنی والدہ جناب خدیجہ کی آغوش تربیت میں گذارے۔ وہ ماں جو سب سے پہلے اسلام لائیں۔ جن کے بارے میں پیغمبر اسلامؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "خدیجہ اس امت کی بہترین عورتوں میں ہیں"[۳]۔

جناب خدیجہ کو پیغمبر اسلامؐ اتنا زیادہ عزیز رکھتے تھے کہ جب تک وہ زندہ رہیں پیغمبر اسلامؐ نے دوسری شادی نہیں کی۔ ان کے انتقال کے بعد بھی برابر ان کو یاد کرتے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ جناب خدیجہ کی سہیلیوں کا بھی احترام کرتے تھے۔ "جب کوئی پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں ہدیہ پیش کرتا تھا تو فرماتے تھے کہ فلاں عورت کے گھر دے آؤ کیوں کہ وہ خدیجہ کی دوست ہے"[۴]۔

"عائشہ" کا بیان ہے کہ پیغمبر اسلامؐ خدیجہ کو اتنا زیادہ اچھائیوں سے یاد کرتے تھے کہ میں نے ایک روز اعتراض کیا۔ اے رسول خدا، خدیجہ ایک بوڑھی عورت تھیں، خدا نے آپ کو ان سے بہتر عطا کیا ہے۔ پیغمبر اسلامؐ ناراض ہو گئے اور فرمایا خدا کی قسم خداوند عالم نے اس سے بہتر نہیں عطا کیا ہے۔ خدیجہ مجھ پر اس وقت ایمان لائیں جب لوگ کفر اختیار کر رہے تھے، اس وقت میری تصدیق

---

(۱) کشف الغمہ ج ۲ ص ۹۶۔ (۲) امالی طوسی ج ۲ ص ۱۴/۱۵۔ (۳) تذکرۃ الخواص سبط بن جوزی ط نجف ۱۳۸۳ھ ص ۳۰۲۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۱۷۔ (۴) سفینۃ البحار ج ۱ ص ۳۸۰۔

کی جب لوگ میری تکذیب کر رہے تھے۔ انہوں نے اس وقت اپنا مال میرے حوالے کیا جس وقت لوگ مجھے محروم کر رہے تھے خداوند عالم نے ان کے ذریعہ میری نسل قرار دی......[1]

یہ تاریخ اسلام کی ایک عظیم حقیقت ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کے پیغام رسالت کی نشر و اشاعت میں جناب خدیجہ کی فداکاریوں کا بہت بڑا حصہ ہے اور بعض علماء کا قول ہے کہ اسلام اور رسالت کو جناب خدیجہ کے مال اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے جہاد سے ترقیاں نصیب ہوئی ہیں خداوند عالم نے ان دونوں کو پیغمبر اسلامؐ کی تائید کا سبب قرار دیا۔ حضرت علیؑ کے جہاد اور جناب خدیجہ کی عطا و بخشش سے اسلام پھیلا اور کامیاب ہوا لہٰذا دنیا کے تمام مسلمان ہر زمانے میں ایمان کی گراں قدر نعمت کے لئے رسول خداؐ کے بعد ان دو بزرگ ہستیوں کے مقروض ہیں۔

ہاں حضرت فاطمہ زہراؑ ایسی ماں کی یادگار اور ایسے باپ کی بیٹی ہیں۔

بعثت کے دسویں سال[2] جب خدیجہ کا انتقال ہو گیا۔ فاطمہ زہراؑ ایک فداکار ماں کی محبتوں سے محروم ہو گئیں۔ اس وقت یہی کم سن فاطمہ زہراؑ تھیں جو اس گھر میں اپنی ماں کی جگہ پر کر رہی تھیں

مدینہ کو هجرت

جس سال جناب خدیجہ علیہا السلام کا انتقال ہوا اسی سال پیغمبر اسلامؐ کے فداکار، جاں نثار اور محافظ چچا حضرت ابوطالب علیہ السلام کا بھی انتقال ہو گیا[3/4] جناب ابوطالب رسول خداؐ کے حق میں سب سے زیادہ مخلص اور جاں نثار تھے۔ قریش کے سردار تھے اور مکہ کی بزرگ شخصیت

---

(۱) تذکرۃ الخواص ص ۳۰۳۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۸۰/۷۹۔ کامل بہائی جزو ۲ ص ۷۳۔ (۲) بحار ج ۱۶ ص ۸/ ۱۳۔
(۳) کشف الغمہ ج ۲ ص ۷۷۔ منتہی الامال ص ۷۵۔ تاریخ یعقوبی طبع بیروت ج ۲ ص ۳۵۔ (۴) بعض روایات کی بنا پر جناب ابوطالب کا انتقال جناب خدیجہ کے انتقال سے ایک مہینہ پہلے ہوا۔ (امالی طوسی ج ۲ ص ۷۹)۔

تھے۔ مکہ والوں پر ان کا کافی اثر تھا۔ ان کا وجود پیغمبر اسلام ؐ اور مسلمانوں کے لئے سب سے زیادہ بڑی پناہ گاہ تھا جب تک وہ زندہ رہے کفار قریش پیغمبر اسلام ؐ کا بال بیکا نہ کر سکے[۱]۔

جناب ابو طالب نے اپنی زندگی میں پیغمبر اسلام ؐ کی خدمت اور ان کی حفاظت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ کفار قریش کے حملوں اور ان کی سازشوں سے پیغمبر اسلام ؐ کو محفوظ رکھنے کے لئے اپنے ایمان کا اظہار نہیں کیا اور تقیہ کے عالم میں زندگی بسر کر دی[۲]۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ کفار قریش ابو طالب کے احترام اور ان کی شخصیت کے رعب میں پیغمبر اسلام ؐ پر غلبہ حاصل نہ کر سکے اور پیغمبر اسلام ؐ کے قتل کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے ــــــ اس تقیہ کی بنا پر اسلامی فرقوں کے بعض خام خیال اور کج فکر حضرت ابو طالب علیہ السلام کے ایمان میں شک کرتے ہیں۔ اور ایمان وایثار کے سراپا وجود کی طرف بڑی نا روا باتوں کی نسبت دیتے ہیں[۳]۔

ہاں جناب ابو طالب ؑ کی وفات کے بعد پیغمبر اسلام ؐ کے لئے مشکلات پیدا ہو گئیں کفار قریش کی ریشہ دوانیاں تیز ہو گئیں۔ ہر روز ایک نئی مصیبت سامنے آنے لگی یہاں تک کہ پیغمبر اسلام ؐ کے قتل کی سازش کا منصوبہ ہونے لگا۔ مختلف قبیلوں کے افراد کو اس بات پر آمادہ کیا گیا کہ سب مل کر ایکا ایکی پیغمبر اسلام ؐ کے گھر پر حملہ کر دیں اور پیغمبر اسلام ؐ کو قتل کر دیں۔ اس طرح پیغمبر اسلام ؐ کے قتل کی ذمہ داری کسی خاص قبیلہ پر نہ ہو گی بلکہ ہر قبیلہ اس میں شریک ہو گا۔ اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ بنی ہاشم اور پیغمبر اسلام ؐ کے قوم وقبیلہ کے افراد ہر قبیلہ سے بدلہ نہ لے سکیں گے اور آخر میں خون بہا لینے پر تیار ہو جائیں گے اور ہم لوگ خون بہا ادا کر دیں گے[۴]۔

---

(۱) امالی طوسی ج ۲ ص ۷۹۔ منتہی الامال ص ۶۳، ۶۴، ۷۵، ۱۳۶، ۱۹۷۔ (۲) امالی صدوق ط بیروت ص ۴۹۱، ۴۹۲۔ منتہی الامال ص ۱۳۶۔ فصول المختارہ شیخ مفید ص ۱۲۸، ۲۳۲۔ (۳) یہ بات قابل توجہ ہے۔ جناب ابو طالب ؑ کے بارے میں طرح طرح کی جھوٹی باتیں زیادہ تر معاویہ اور بنی امیہ کے دور میں حضرت علی علیہ السلام سے دشمنی کی بنا پر منسوب کی گئی ہیں۔

(۴) امالی طوسی ج ۲ ص ۷۹، ۸۰۔ مناقب شہر آشوب ج ۱ ص ۱۵۸۔ فصول المہمہ ابن صباغ مالکی ط آفسٹ نجف ص ۴۶۔

خداوند عالم نے کفار قریش کی اس سازش سے پیغمبر اسلامؐ کو آگاہ کر دیا اور ہجرت کا حکم دیا[1] اس سے پہلے یثرب (مدینہ) کے بعض سرآوردہ افراد پیغمبر اسلامؐ سے ملاقات کر چکے تھے ایمان لاچکے تھے اور عہد و پیمان بھی کر چکے تھے کہ اگر پیغمبر اسلامؐ یثرب تشریف لے آئیں تو ہم جان و مال اور افراد کے ذریعہ ان کی اور ان کے دین اسلام کی حمایت کریں گے۔ جس رات کفار قریش پیغمبر اسلامؐ کے قتل کی تیاریاں کر رہے تھے اسی رات پیغمبر اسلامؐ نے مکہ چھوڑ دیا اور حضرت علی پیغمبر اسلامؐ کے بستر پر اس رات سوئے۔ جب کفار قریش نے حملہ کیا تو اپنے سامنے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو پایا۔[2]

پیغمبر اسلامؐ بارہ دن کے بعد مدینہ سے ایک منزل "قبا" نامی جگہ پر پہونچے اور وہاں قیام فرمایا اور حضرت علی علیہ السلام کے آنے کا انتظار کرتے رہے[3] حضرت علی علیہ السلام کچھ دن مکہ میں رہے اور پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے جو ذمہ داریاں عائد کی تھیں ان کو انجام دیتے رہے اس کے بعد پیغمبر اسلامؐ کے خاندان کی خواتین اور حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کو ہمراہ لے کر مدینہ روانہ ہو گئے۔[4]

راستہ میں بعض مشرکوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ان لوگوں نے راستہ روکنا چاہا حضرت علی علیہ السلام نے تلوار پر ہاتھ رکھا اور ان میں سے ایک شخص کو واصل جہنم کر دیا بقیہ نے فرار کی راہ اختیار کی۔ چند روز بعد حضرت علی علیہ السلام اپنے قافلہ کے ہمراہ پیغمبر اسلامؐ سے جا ملے اور پیغمبر اسلامؐ سب کو ساتھ لے کر مدینہ میں داخل ہوئے۔[5]

---

(۱) امالی طوسی ج ۲ ص ۸۰۔ (۲) امالی طوسی ج ۲ ص ۸۲۔۸۳ مناقب شہر آشوب ج ۱ ص ۱۵۶، ۱۵۷ فصول المہمہ ص ۴۵، ۴۷۔ (۳) روضہ کافی طبع اسلامیہ تہران ص ۳۳۹۔

(۴) امالی طوسی ج ۲ ص ۸۴، فصول المہمہ ابن صباغ ص ۵۲۔

(۵) امالی طوسی ج ۲ ص ۸۴، ۸۵۔ مناقب شہر آشوب ج ۱ ص ۱۵۹۔

جناب فاطمہ زہراؑ کی آسمانی شخصیت

خاتون کائنات حضرت فاطمہ زہراؑ کی آسمانی شخصیت ہمارے فہم سے بالاتر اور ہماری تعریف و توصیف سے بلند تر ہے۔ وہ خاتون جو معصومہ ہے[1]، جس کی اور جس کے خاندان کی محبت واجب اور فرض ہے[2] وہ خاتون جس کی خوشنودی اور ناراضگی خدا کی خوشنودی اور ناراضگی ہے[3] اس کی معنویت سے بھرپور اور پہلو دار شخصیت ہم زمین والوں کی محدود عقل و فہم میں سما سکے...... یہ کہاں ممکن ہے۔

اسی بنا پر حضرت فاطمہ زہراؑ کے فضائل و مناقب معصوموں کی زبانی سننا چاہیے ـــ آیئے خاتون جنت کے بعض فضائل و مناقب ائمہ معصومین علیہم السلام کی زبانی سنئے۔

- پیغمبر اسلامؐ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کے حکم سے ایک فرشتہ نازل ہوا اور مجھے یہ بشارت دی کہ...."حسن اور حسین جوانان جنت کے سردار ہیں اور فاطمہ تمام جنتی عورتوں کی سردار ہیں"[4]
- پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا "دنیا کی بہترین عورتیں چار ہیں۔ مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد اور آسیہ بنت مزاحم (زوجہ فرعون)"[5]

---

(۱) امالی صدوق ص ۳۹۲ (۲) امالی مفید ط آفسٹ مکتبہ بصیرتی ص ۲۷، ۳۸۔ کامل بہائی (تالیف عماد الدین طبری) ط مکتبہ مصطفوی جزاول ص ۵۱، ۵۳۔ (۳) کشف الغمہ ج ۲ ص ۱۴، ۲۴۔ بحار الانوار ج ۴۳ ص ۱۹، ۲۶، امالی مفید ص ۵۶ ـ امالی صدوق ص ۳۱۴، امالی طوسی ج ۲ ص ۴۱۔ عیون اخبار الرضا ج ۲ ص ۲۵، ۲۶، مسند الامام الرضا ج ۱ ص ۱۴۳ ـ (۴) امالی مفید ص ۱۳، امالی طوسی ج ۱ ص ۸۳ ـ (۵) بحار ج ۴۳ ص ۲۶۔ مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۱۰۴۔

- پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: بہشت چار عورتوں کی مشتاق ہے۔ مریم بنت عمران، آسیہ زوجہ فرعون، خدیجہ بنت خویلد (دنیا و آخرت میں رسول کی زوجہ) اور فاطمہ بنت محمدؐ۔[1]
- نیز یہ بھی ارشاد فرمایا: خداوند عالم فاطمہ کی ناراضگی سے ناراض ہوتا اور فاطمہ کی رضا سے خوش ہوتا ہے۔[2]
- امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا خداوند عالم نے چار عورتوں کو منتخب کیا ہے۔ مریم، آسیہ، خدیجہ اور فاطمہ۔[3]
- حضرت امام رضا علیہ السلام رسول خداؐ سے حدیث نقل فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ حسن و حسین میرے اور اپنے والد کے بعد اس زمین پر سب سے بہتر اور برتر ہیں اور ان کی والدہ اہل زمین کی تمام عورتوں سے بلند تر ہیں۔[4]
- صحیح بخاری اور صحیح مسلم (یہ دونوں کتابیں اہل سنت کی معتبر ترین کتابیں ہیں اور ان کے مولف اہل سنت کے مشہور ترین اور بزرگ عالم ہیں) میں یہ روایت ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا فاطمہ تمام جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔[5]
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا ہے کہ فاطمہ بہشت کی عورتوں کی سردار ہیں یہ اس بنا پر ہے کہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار تھیں؟ فرمایا یہ جناب مریم کے بارے میں ہے۔ فاطمہ اول و آخر تمام جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔[6]
- پیغمبر اسلامؐ سے عرض کیا گیا اے رسول خداؐ کیا فاطمہ صرف اپنے زمانے کی عورتوں کی

---

(۱) کشف الغمہ ج ۲ ص ۲۳۔ (۲) کشف الغمہ ج ۲ ص ۲۴۔ بحار ج ۴۳ ص ۱۹۔ ۲۶۔ امالی مفید ص ۵۶ امالی طوسی ط نجف ج ۲ ص ۴۱۔ امالی صدوق ص ۳۱۴۔ مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۱۰۶، ۱۰۷۔ عیون اخبار الرضا ج ۲ ص ۲۶، ۴۶، ۴۷۔
(۳) بحار ج ۴۳ ص ۱۹ خصال صدوق ۔ (۴) بحار ج ۴۳ ص ۲۰، ۱۹۔ عیون اخبار الرضا ج ۲۔ ص ۶۲۔
(۵) بحار ج ۴۳ ص ۳۶۔ مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۱۰۵۔ (۶) بحار ج ۴۳ ص ۲۶۔ مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۱۰۵۔

سردار ہیں؟

فرمایا یہ تو عمران کی بیٹی مریم کے بارے میں ہے لیکن میری بیٹی اول آخر تمام عورتوں کی سردار ہے۔[1]

- مفضل کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا مجھے پیغمبر اسلامؐ کی اس حدیث (فاطمہ دنیا کی عورتوں کی سردار ہے) کے بارے میں بتایئے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں؟

فرمایا یہ مریم کے بارے میں ہے جو صرف اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار تھیں فاطمہ اول و آخر تمام زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں۔[2]

- حضرت امام علی رضا علیہ السلام اپنے آباء کے ذریعہ امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلامؐ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن عرش الٰہی کے نیچے ایک منادی ندا دے گا اے لوگو! اپنی آنکھیں بند کر لو کہ فاطمہ بنت محمدؐ گذر جائیں۔[3]

- ابو ایوب انصاری رسول خداؐ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز زیر عرش ایک منادی ندا دے گا۔ اے اہل محشر سروں کو جھکا لو آنکھیں بند کر لو تا کہ فاطمہ صراط سے گذر جائیں فاطمہ اس حالت میں گذریں گی کہ ستر ہزار جنتی کنیزیں ان کے ہمراہ ہوں گی۔[4]

- رسول خداؐ نے جناب فاطمہ ؑ سے فرمایا ———— خداوند عالم نے دوسری مرتبہ زمین پر نظر کی اور تمہارے شوہر کا انتخاب کیا۔ اور میری طرف وحی کی کہ میں تمہاری شادی ان کے ساتھ کر دوں۔ کیا تم نہیں جانتی کہ خدا نے

---

(۱) بحار ج ۴۳ ص ۲۴۔ امالی صدوق ص ۳۹۴۔ (۲) بحار ج ۴۳ ص ۲۴۔ مناقب ج ۳ ص ۱۰۵ (راوی کا نام ذکر نہیں کیا) (۳) کشف الغمہ ج ۲ ص ۱۳۔ مسند الامام الرضا ط مکتبہ صدوق تہران ۱۳۹۲ھ ج ۱ ص ۱۴۲۔ (۴) کشف الغمہ ج ۲ ص ۱۲۔ امالی مفید ص ۷۶۔ امالی صدوق ص ۲۵۔ مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۱۰۷۔

تمہاری عزت واحترام کی خاطر تمہارا رشتہ ایسے کے ساتھ طے کیا ہے جو سب سے پہلے اسلام لایا ہے جس کا صبر، حلم، اور علم بہت زیادہ ہے۔[1]

- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ـــــ اگر خداوند عالم حضرت فاطمہؑ کی شادی امیر المومنین علی علیہ السلام کے ساتھ نہ کرتا تو دنیا میں کوئی بھی ان کا ہمسر نہ ہوتا۔[2]
- سفیان بن عینیہ کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیۂ کریمہ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ[3] (جاری کئے دو دریا جو آپس میں ملتے ہیں۔) کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے حضرت علی اور فاطمہ مراد ہیں اور يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ[4] (اور ان دونوں دریا سے لؤلؤ اور مرجان نکلتے ہیں) سے حضرت حسن اور حسین علیہما السلام مراد ہیں۔[5]
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ حضرت فاطمہ کو "زہراء" کیوں کہا جاتا ہے؟

فرمایا ـــــ جس وقت وہ محراب عبادت میں کھڑی ہوتی تھیں اہل اسمان کے لئے ان کا نور اس طرح روشنی دیتا تھا جس طرح زمین والوں کے لئے ستارے چمکتے ہیں۔[6]

- روایت میں ہے ـــــ فاطمہ زہراء اپنی عبادت و نماز میں مشغول ہوتیں اور آپ کے کوئی صاحبزادے گریہ کرتے ہوتے تو گہوارہ خود بخود ہلنے لگتا جیسے

---

(۱) بحار ج ۴۳ ص ۹۷، ۹۸ خصال صدوق ص ۴۱۲۔ (۲) بحار ج ۴۳ ص ۹۷، امالی طوسی ج ۱ ص ۴۲۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۱۹، ۱۳۱ اصول کافی ج ۱ ص ۴۶۱۔ منتہی الامال ص ۱۵۹۔ (۳) سورۃ الرحمٰن آیت ۱۹۔ (۴) سورۃ الرحمٰن آیت ۲۲ (۵) بحار ج ۴۳ ص ۳۲۔ مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۱۰۱۔ (۶) بحار ج ۴۳ ص ۱۲۔ معانی الاخبار ط تہران ۱۳۷۹ھ ص ۶۴۔ علل الشرائع ط مکتبہ طباطبائی قم ص ۱۷۳۔

کوئی فرشتہ اس کو جھولا رہا ہے[۱]

- حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نقل فرماتے ہیں کہ رسول خدا نے جناب سلمان کو (کسی کام سے) فاطمہؑ کے گھر بھیجا۔ سلمان کا بیان ہے کہ میں نے دروازے پر کھڑے ہو کر سلام کیا۔ فاطمہ زہراؑ کی آواز سنی کہ گھر میں قرآن کی تلاوت کر رہی ہیں اور چکی خود بخود چل رہی ہے[۲]

فاطمہؑ سے رسولِ خداؐ کی محبّت

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی نورانی زندگی کو جو چیز اور زیادہ عظیم بنا دیتی ہے وہ حضرت مرسل اعظمؐ کی بے پناہ محبت اور شفقت ہے۔ پیغمبر اسلامؐ فاطمہ زہراؑ کو اس قدر چاہتے تھے، جس کی کوئی حد و انتہا نہیں۔ اس محبت کو پیغمبر اسلام کی ایک خاص خصوصیت سمجھنا چاہیئے اگر اس بات کو پیش نظر رکھا جائے کہ پیغمبر اسلامؐ خدا سے سب سے زیادہ نزدیک تھے اور سب سے زیادہ مقرب بارگاہ الٰہی تھے اور تمام امور میں حق و انصاف عدل و اعتدال کی کسوٹی تھے۔

سُنّت یعنی پیغمبر اسلامؐ کے اقوال و اعمال بلکہ کسی عمل پر پیغمبر اسلام کا سکوت بھی سنت کا درجہ رکھتا ہے۔ شریعت کا اہم ترین ماخذ اور مدرک ہے۔ آپؐ کی سنت قرآن کریم کی ہم پلہ ہے اور تمام امت کے لئے قیامت تک عملی نمونہ اور اسوۂ حسنہ ہے۔ کتاب الٰہی کی تصریح کے مطابق کہ "ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ"[۳] یعنی پیغمبر اسلامؐ کی بات کا ایک حرف بھی خواہش نفس کی بنا پر نہیں ہے بلکہ حرف حرف وحی الٰہی کا ترجمان ہے۔ ان باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت زہراؑ کی معنوی عظمتوں میں اور زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے اور عظمت کردار کے نئے نئے گوشے سامنے آتے ہیں۔ جیسا کہ ائمہ معصومین علیہم السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ فاطمہ علیہا السلام

---

(۱) و (۲) بحارج ۴۳ ص ۴۵، ۴۶ مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۱۱۶ (۳) سورۂ نجم آیت ۳، ۴۔

معصومین کی صف اور آسمانی شخصیتوں کے زمرے میں شامل ہیں۔

پیغمبر اسلامؐ اپنے تو اپنے دوسروں کے ساتھ بھی بڑی محبت وشفقت سے پیش آتے تھے، لیکن جناب فاطمہؑ سے آپ کی محبت کا انداز ہی جداگانہ تھا۔ خاص بات یہ ہے کہ وقت وقت سے اس محبت کا اظہار بھی فرماتے رہتے تھے اور لوگوں کو تاکید کرتے رہتے تھے۔ یہ بات خود اس بات کی سند ہے کہ حضرت فاطمہؑ اور ان کے خاندان کی زندگی سے اسلام کی قسمت وابستہ ہے۔ پیغمبر اسلامؐ اور حضرت فاطمہؑ کا رشتہ صرف باپ اور بیٹی کا رشتہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ رشتہ معاشرے کے زندہ مسائل، امت کے مستقبل اور مسلمانوں کی امامت اور رہبری سے خدا کے حکم سے منسلک ہے۔

پیغمبر اسلامؐ جناب فاطمہؑ کو کتنا زیادہ عزیز رکھتے تھے اور کتنا زیادہ چاہتے تھے اس کے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔

(۱) پیغمبر اسلامؐ کی روش یہ تھی جب کسی سفر پر تشریف لے جاتے تھے تو سب سے آخر میں جناب فاطمہؑ سے رخصت ہوتے تھے اور جب واپس تشریف لاتے تھے تو سب سے پہلے جس سے ملاقات کرتے تھے وہ حضرت فاطمہؑ تھیں۔[۱]

(۲) حضرت امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہما السلام روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلامؐ روزانہ سونے سے پہلے فاطمہؑ کے رخسار کا بوسہ لیتے تھے ان کے سینہ پر اپنا چہرہ رکھتے تھے اور ان کے لئے دعا کرتے تھے۔[۲]

(۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نقل کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہؑ نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت یہ آیت "لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ

---

(۱) بحار ج ۴۳ ص ۳۹، ۴۰۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۹۔ مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۱۱۳

(۲) بحار ج ۴۳ ص ۴۲۔ مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۱۱۴

بَعۡضًا: (جس طرح سے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو پیغمبرؐ کو اس طرح نہ پکارا کرو۔) نازل ہوئی مجھے یہ خیال ہوا کہ "بابا جان" کہنے کے بجائے "یارسول اللہ" کہکر مخاطب کیا کروں۔ دو تین مرتبہ میں نے ایسا ہی کیا۔ اور رسول اللہؐ نے کچھ نہیں فرمایا۔ ایک مرتبہ میری طرف رخ کرکے ارشاد فرمایا: اے فاطمہ یہ آیت تمہارے اور تمہاری آل و اولاد کے بارے میں نازل نہیں ہوئی ہے۔ تم مجھ سے ہو میں تم سے ہوں۔ یہ آیت تو قریش کے جفاکار، تندخو اور ناہنجاروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے تم مجھے اسی طرح سے "بابا جان" کہا کرو۔ اس سے دل زیادہ خوش ہوتا ہے اور خدا بھی زیادہ پسند کرتا ہے۔[۲]

(۴) پیغمبر اسلامؐ فرمایا کرتے تھے "فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے اس کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا جس نے اس کو اذیت پہونچائی اس نے مجھے اذیت پہونچائی میرے نزدیک سب سے زیادہ محترم اور بزرگ فاطمہ ہے۔"[۳]

(۵) یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ "وہ میرا ٹکڑا ہے۔ میرا دل ہے۔ میرے بدن میں میری روح ہے جس نے اسے اذیت پہونچائی اس نے مجھے اذیت پہونچائی جس نے مجھے اذیت پہونچائی اس نے خدا کو اذیت پہونچائی۔"[۴]

(۶) "عامر شعبی"، "حسن بصری"، "سفیان ثوری"، "مجاہد"، "ابن جبیر"، "جابر بن عبداللہ انصاری" اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام پیغمبر اسلامؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا "یقیناً فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جو اس کو ناراض کرے گا اس نے مجھے ناراض کیا" یہی روایت "بخاری" نے "مسور بن مخرمہ" سے نقل کی ہے۔

جناب جابر کی روایت اس طرح ہے "جو کوئی اس کو اذیت پہونچائے یقیناً اس

---

(۱) سورۂ نور آیت ۶۳ (۲) بحار ج ۴۳ ص ۳۲۔۳۳۔ مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۱۰۲ بیت الاحزان ص ۱۹

(۳) بحار ج ۴۳ ص ۲۹۔ مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۱۱۲۔ منتہی الآمال ص ۱۴۰ (۴) کشف الغمہ ج ۲ ص ۲۴۔

نے مجھ کو اذیت پہونچائی۔ جس نے مجھ کو اذیت پہونچائی یقیناً اس نے خدا کو اذیت پہونچائی۔

اسی طرح کی روایت "صحیح مسلم" اور "حلیہ ابو نعیم" اور علماء اہل سنت کی دوسری اہم کتابوں میں موجود ہے[1]

(۷) پیغمبر اسلامؐ اس حالت میں باہر تشریف لائے کہ فاطمہؑ کے ہاتھوں کو پکڑے ہوئے تھے فرمایا "جو اس کو پہچانتا ہے پہچانتا ہے اور جو نہیں پہچانتا پہچان لے، یہ محمدؐ کی بیٹی ہے، میرے بدن کا ٹکڑا ہے اور میرا دل اور دو پہلوؤں کے درمیان میری روح ہے لہٰذا جس نے اس کو آزار پہونچایا اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے خدا کو اذیت دی"[2]

(۸) پیغمبر اسلامؐ نے ارشاد فرمایا ———— "میری بیٹی فاطمہ اوّل و آخر ساری کائنات کی عورتوں کی سردار ہے۔ وہ میرا ٹکڑا ہے۔ میری آنکھوں کا نور ہے۔ میرا میوۂ دل ہے۔ میرے بدن میں میری روح ہے۔ وہ ایک انسانی حور ہے۔ جس وقت بارگاہ خداوند عالم میں عبادت کے لئے محراب میں کھڑی ہوتی ہے تو اس کا نور آسمان والوں کے لئے اسی طرح چمکتا ہے جس طرح اہل زمین کے لئے ستارے، اور خداوند عالم آسمان کے فرشتوں سے فرماتا ہے "میرے فرشتو، تمام کنیزوں کی سردار میری کنیز فاطمہ کو دیکھو میری بارگاہ میں کھڑی ہے اور میرے خوف سے لرزہ براندام ہے دل سے میری عبادت کر رہی ہے گواہ رہنا میں نے اس کے پیروکاروں کو آتش جہنم سے امان دی ہے"[3]

---

(۱) بحار ج ۴۳ ص ۳۹، مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۱۱۲، کنز الفوائد کراجکی طبع مکتبہ مصطفوی قم ص ۲۶۰ (تعجب سے متعلق بحث میں)، فصول المختارہ شیخ مفید ص ۷۔

(۲) کشف الغمہ ج ۲، ص ۲۴۔

(۳) امالی صدوق ص ۱۰۰۔ ۹۹، بیت الاحزان ۳۱

شادی[1]

ہجرت کے دوسرے سال پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہؑ کی شادی امیر المومنین علی علیہ السلام سے کر دی[1]۔ یہ رشتہ واقعاً ان دونوں کے شایان شان تھا۔ ائمہ معصومین علیہم السلام نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ حضرت علی کے علاوہ کوئی بھی فاطمہ زہراؑ کا کفو اور ہمسر نہیں ہو سکتا تھا[2]۔

یہ رشتۂ ازدواج جس سے ان دونوں افراد کی عظمتوں کا پتہ چلتا ہے خاص خصوصیات کا حامل ہے۔ پیغمبر اسلامؐ نے قریش کے بڑے بڑے شرفاء اور سرداروں کے پیغامات کو رد کر دیا تھا اور فرمایا تھا یہ رشتہ خدا کے حکم پر موقوف ہے[3]۔ جس وقت حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کہکر رشتہ قبول کر لیا کہ تمہارے آنے سے پہلے فرشتۂ الٰہی نے مجھے یہ خبر دی کہ خداوند عالم نے حکم دیا ہے کہ فاطمہؑ کی شادی علیؑ سے کر دو[4]۔

اس کے بعد حضرت علیؑ سے دریافت کیا کہ شادی کے اخراجات کے لئے تمہارے پاس کیا ہے۔ علی علیہ السلام نے عرض کیا ایک "زرہ" ایک "اونٹ" اور ایک "تلوار" کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "زرہ" فروخت کر دو۔ یہ زرہ ۵۰۰ درہم کی فروخت ہوئی

---

(۱) کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۹۲۔ منتہی الآمال ص ۶۸۔ دوسرے سال کے واقعات

(۲) بحار ج ۴۳ ص ۹۲، ۹۳، ۹۷، ۱۰۷۔ مناقب شہر آشوب ج ۲ ص ۲۹۔ امالی طوسی ج ۱ ص ۴۲۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۳۱۔ اصول کافی ج ۱ ص ۴۶۱۔ عیون اخبار الرضاؑ ج ۱ ص ۲۲۵

(۳) کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۷۷، ۳۹۵۔ مناقب شہر آشوب ۲۷ ص ۳۰، ۳۱

(۴) بحار ج ۴۳ ص ۱۲۴، ۱۲۷، کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۸۰ سے ۳۸۱، ۳۸۳۔ مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۱۲۶، ۱۲۷۔ اس شادی کے آسمانی ہونے کے بارے میں۔ امالی صدوق ص ۲۲۳، ۲۳۷، ۲۵۹، ۲۴۹، ۲۵۰۔ مسند الامام الرضاؑ ج ۱ ص ۱۴۲، ۱۴۳۔

اسی ۵۰۰ درہم سے حضرت فاطمہ زہراؑ کے لئے بہت ہی سادہ اور معمولی جہیز خرید اگیا اسی میں ضیافت کا انتظام کیا گیا اور مسلمانوں کو کھانا کھلایا گیا۔ بہت ہی خوشی خوشی پیغمبر اسلامؐ کی بے پناہ دعاؤں کے سایہ میں فاطمہ زہراؑ کو حضرت علیؑ کے گھر رخصت کر دیا گیا[1]

اس نورانی اور آسمانی شادی کا ہر گوشہ پیروان اہل بیت علیہم السلام کے لئے بہترین نمونہ عمل ہے اور خاندان نبوت و امامت کے ساتھ خدا کی خاص توجہات کا مظہر ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ شادی کے مسئلے میں اسلام کی سادہ اور نورانی تعلیمات کا ترجمان ہے۔ اس عظیم الشان واقعہ کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

- جس وقت حضرت علی علیہ السلام خواستگاری کے لئے تشریف لائے پیغمبر اسلامؐ نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلے بھی کچھ لوگ فاطمہ سے خواستگاری کے لئے آچکے ہیں اور اس سلسلے میں جب بھی فاطمہ سے گفتگو کی تو چہرے پر ناراضگی کے آثار دیکھے تم یہیں ٹھہرو، میں ابھی واپس آتا ہوں۔

پیغمبر اسلامؐ فاطمہؑ کے پاس گئے اور علیؑ کی خواستگاری کی خبر دی فاطمہؑ خاموش رہیں مگر رخ بھی نہیں موڑا۔ پیغمبر اسلامؐ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا "اللہ اکبر"۔ ان کی خاموشی رضا کی دلیل ہے۔[2]

- حضرت علی اور فاطمہ علیہما السلام کا مہر ایک زرہ تھی جس کو فروخت کیا گیا تھا جس کی قیمت سے یہ جہیز تیار کیا گیا تھا۔

ایک پیراہن

ایک بڑی سی چادر

ایک کالی خیبری تولیہ

ایک پلنگ

---

(۱) کشف الغمہ ج ۱ ص ۳۸۰، ۴۸۹۔ (۲) بحار ج ۴۳ ص ۹۲، ۱۱۱، ۱۱۳۔ امالی طوسی ج ۱ ص ۳۸ اس روایت کا آخری حصہ مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۱۲۷ میں بھی مذکور ہے۔

دو توشک ایک میں گوسفند کا اون اور ایک میں خرمے کی چھال بھری ہوئی تھی۔

چار تکیے

ایک اونی پردہ

ایک چٹائی اور بوریا

ایک چکی

ایک تانبے کا طشت

ایک چمڑے کا ظرف

ایک مشک

ایک دودھ کا کاسہ

ایک لوٹا

ایک سبز رنگ کا جگ اور

چند مٹی کے برتن [1]

حضرت علی علیہ السلام نے بھی اس شادی کے سلسلہ میں اپنے گھر کے لئے کچھ چیزیں مہیا کی تھیں۔

گھر میں نرم مٹی کا فرش کرایا تھا۔

کپڑے ٹانگنے کے لئے دو دیواروں کے درمیان لکڑی لگائی تھی۔

گوسفند کی ایک کھال اور

خرمے کی چھال سے بھری ایک تکیہ اپنے گھر کے لئے خریدی تھی۔ [2]

---

(۱) امالی طوسی ج ۱ ص ۳۹۔ بیت الاحزان ص ۳۳، ۳۴

(۲) بحار ج ۴۳ ص ۱۱۴۔ مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۱۲۹

حضرت فاطمہ زہراء کا اخلاق اور انکی زندگی کے چند پہلو

زھد

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور جناب جابر انصاری سے یہ روایت نقل ہوئی ہے پیغمبر اسلامؐ نے جناب فاطمہؑ کو دیکھا کہ موٹا اور معمولی لباس پہنے ہوئے ہیں اور اپنے ہاتھوں سے چکی چلا رہی ہیں اور اسی حالت میں اپنے بچے کو دودھ بھی پلا رہی ہیں۔ یہ دیکھ کر پیغمبر اسلامؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے فرمانے لگے میری بیٹی دنیا کی تلخی آخرت کی مٹھاس کے لئے برداشت کرو۔

عرض کیا :- اے رسولِ خدا میں خدا کی نعمتوں پر اس کی شکر گذار ہوں۔

اس وقت خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ[1] عنقریب خدا آپ کو (اتنا) عطا کرے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے[2]

گھر کے کام

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں "......... حضرت علی علیہ السلام پانی

---

(۱) سورۃ "والضحیٰ" آیت ۵ (۲) بحار ج ۴۳ ص ۸۵، ۸۶۔ مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۱۲۰۔ منتہی الآمال ص ۱۶۱، بیت الاحزان ص ۲۴۔ آخری حصہ مذکور نہیں ہے۔

اور لکڑی لاتے تھے اور جناب فاطمہؑ آٹا پیستی تھیں گوندھتی تھیں روٹی پکاتی تھیں لباس درست کرتی تھیں اور آپ سب سے زیادہ حسین اور خوبصورت تھیں آپ کے پاکیزہ رخسار خوبصورتی میں پھول تھے خدا کا سلام ہو ان پر ان کے شوہر پر اور ان کے فرزندوں پر۔"[1]

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:۔ فاطمہؑ نے مشک سے اتنا پانی بھرا کہ سینہ پر نشان پڑ گیا تھا۔ اور اتنی زیادہ چکی چلائی کہ ہاتھ زخمی ہو گئے تھے۔ اتنی زیادہ گھر میں جھاڑو دی کہ لباس گرد آلود ہو گئے۔ کھانا پکانے کے لئے اتنی آگ روشن کی کہ کپڑے میلے ہو گئے۔ اس سلسلے میں انہوں نے بڑی زحمتیں برداشت کیں اور کافی رنج اٹھائے۔[2]

پیغمبرؐ فاطمہؑ کی مدد کرتے ہیں

رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کے گھر تشریف لے گئے دیکھا کہ فاطمہؑ کے ساتھ چکی چلا رہے ہیں رسولِ خداؐ نے فرمایا تم میں سے کون زیادہ تھک گیا ہے۔

علیؑ نے فرمایا۔ اے رسول خداؐ فاطمہ۔

پیغمبر اسلامؐ نے فاطمہؑ سے فرمایا۔ میری بیٹی اٹھ جاؤ۔ فاطمہؑ اٹھ گئیں ان کی جگہ پیغمبرؐ بیٹھ گئے اور حضرت علیؑ کے ساتھ چکی چلانے میں مصروف ہو گئے۔[3]

وہ زوجہ جو شوہر سے فرمائش نہیں کرتی

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:۔ جناب فاطمہؑ نے علی علیہ السلام کے لئے یہ عہد کیا تھا کہ گھر کے کام آٹا گوندھنا، روٹی پکانا اور جھاڑو دینا یہ سب وہ انجام دیں گی اور علیؑ نے فاطمہؑ سے

---

(۱) روضہ کافی ط اسلامیہ تہران ص ۱۶۵ (۲) بحار ج ۴۳ ص ۸۲، ۸۵۔ بیت الاحزان ص ۲۴

(۳) بحار ج ۴۳ ص ۵۰، ۵۱۔ بیت الاحزان ص ۲۱

یہ معاہدہ کیا تھا کہ گھر کے باہر کے کام لکڑی لانا، سودا لانا وہ انجام دیں گے۔

ایک دن علی علیہ السلام نے جناب فاطمہؑ سے پوچھا کچھ کھانے کو ہے؟

فاطمہؑ نے کہا۔ قسم اس ذات کی جس نے آپ کے حق کو عظیم کیا ہے تین دن ہو رہے ہیں کہ کچھ نہیں ہے کہ آپ کی خدمت میں حاضر کروں۔

فرمایا۔ پھر مجھ سے کہا کیوں نہیں؟

فاطمہؑ نے فرمایا رسول خداؐ نے مجھے منع کیا ہے کہ میں آپ سے کوئی فرمائش کروں انہوں نے فرمایا کہ اپنے ابن عم سے کوئی فرمائش نہ کرنا جو لے آئیں اسے لے لینا ورنہ کچھ کہنا نہیں[1]

باہمی زندگی میں ہماہنگی

امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا کی قسم جب تک فاطمہؑ زندہ رہیں میں نے کبھی بھی ان کو ناراض نہیں کیا اور نہ کسی کام پر انہیں مجبور کیا۔ انھوں نے کبھی بھی مجھے ناراض نہیں کیا۔ میری نافرمانی نہیں کی جب بھی ان کی طرف دیکھتا تھا میرے تمام رنج و غم دور ہو جاتے تھے[2]

سب سے سچی خاتون

"عائشہ" کا بیان ہے۔ رسول خداؐ کے علاوہ کسی کو فاطمہؑ سے زیادہ سچا نہیں دیکھا[3]

عبادت

"حسن بصری" کا بیان ہے اس امت میں فاطمہؑ سے زیادہ عبادت گذار نہیں

---

(۱)۔ بحار ج ۴۳ ص ۳۱۔ تفسیر عیاشی (المطبعۃ الاسلامیہ تہران) ج ۱ ص ۱۷۱ (۲)۔ بحار ج ۴۳ ص ۱۳۴۔ کشف الغمہ ج ۱ ص ۴۹۲ بیت الاحزان ص ۳۷ (۳) بحار ج ۴۳ ص ۵۳ کشف الغمہ ج ۲ ص ۸۰۔ مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۱۱۹۔

گذرا نماز و عبادت میں اس قدر کھڑی رہتی تھیں کہ پاؤں ورم کر گئے تھے ۔[1]

عبادت اور دوسروں کیلئے دعائیں

امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا بیان ہے :۔ میں نے اپنی والدہ جناب فاطمہؑ کو دیکھا کہ شب جمعہ محراب عبادت میں مشغول رہیں سپیدہ سحری کے نمودار ہونے تک رکوع و سجود اور عبادت میں مصروف رہیں ۔ میں سن رہا تھا کہ مومنین اور مومنات کے لئے نام لے کر دعائیں کر رہی تھیں اور اپنے لئے ایک دعا بھی نہیں کی ۔ میں نے عرض کیا مادر گرامی جس طرح آپ دوسروں کے لئے دعائیں کر رہی تھیں اپنے لئے کیوں نہ دعا کی ۔

فرمایا ۔ میرے لال ۔ پہلے پڑوسی پھر خود ۔[2]

پردہ

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنے آباء و اجداد سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ۔

ایک نابینا نے آپ کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت چاہی ۔ آپ نے اپنے کو ایک چادر میں چھپالیا رسول خداؐ نے ان سے فرمایا ۔ تم نے اپنے کو کیوں چھپایا درانحالیکہ یہ تو نابینا ہے اور تمہیں نہیں دیکھ سکتا ؟

عرض کیا ۔ اگر وہ مجھے نہیں دیکھ رہا ہے میں تو اسے دیکھ رہی ہوں اس کی ناک تو صحیح و سالم ہے وہ میری خوشبو تو سونگھ سکتا ہے ۔

---

(۱) بحار ج ۴۳ ص ۸۴ ۔ مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۱۱۹ ۔ منتہی الآمال ص ۱۶۱ ۔ بیت الاحزان ص ۲۲ ۔

(۲) کشف الغمہ ج ۲ ص ۲۵ ، ۲۶ ۔ بحار ج ۴۳ ص ۸۱ ، ۸۲ ۔

رسول خداؐ نے فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں تم میرے بدن کا حصہ ہو۔[1]

عفت اور اجنبی لوگوں سے دوری

اس سوال کے جواب میں کہ "عورتوں کے لئے سب سے بہترین چیز کیا ہے"؟ جناب فاطمہ زہراؑ نے ارشاد فرمایا "عورتوں کے لئے سب سے بہترین چیز یہ ہے کہ مردان کو نہ دیکھیں وہ مردوں کو نہ دیکھیں"۔[2]

پیغمبر اسلامؐ نے اپنے اصحاب سے دریافت فرمایا کہ "کون سا وقت ہے جب عورت خدا سے سب سے زیادہ نزدیک ہے"۔ جناب فاطمہ زہراؑ نے فرمایا "عورت اس وقت اپنے خدا سے سب سے زیادہ نزدیک اور مقرب ہے جب وہ اپنے گھر میں رہے"۔

پیغمبر اسلامؐ نے (جب جناب فاطمہ کا جواب سنا) فرمایا "فاطمہ میرے بدن کا حصہ ہے"۔[3]

یہ بات واضح ہے کہ عورتوں کا گھر سے نکلنا اگر کسی حرام کا سبب نہیں ہے تو گھر سے نکلنا حرام نہیں ہے۔ بلکہ بعض اہم امور کی انجام دہی کے لئے گھر سے نکلنا ضروری ہے جیسے حج وغیرہ۔ اس روایت کا مقصد یہ ہے کہ عورتوں کو بلا سبب گھر سے باہر نہ نکلنا چاہیئے اور خواہ مخواہ مردوں کی نگاہوں کے سامنے نہ آنا چاہیئے۔

گھر کی خادمہ کے ساتھ تقسیم کار

"سلمان فارسی" کا بیان ہے کہ فاطمہؑ بیٹھی ہوئی تھیں اپنے ہاتھ سے چکی چلا رہی تھیں

---

(۱) بحار ج ۴۳ ص ۹۱۔ ریاحین الشریعہ (تالیف شیخ ذبیح اللہ محلاتی۔ ط اسلامیہ تہران) ج ۱ ص ۲۱۶۔ منتہی الآمال ص ۱۶۱، ۱۶۲۔ (۲) کشف الغمہ ج ۲ ص ۲۳، ۲۴۔ مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۱۱۹۔ منتہی الآمال ص ۱۶۱۔

(۳) بحار ج ۴۳ ص ۹۲۔ منتہی الآمال ص ۱۶۲۔

اور جو پیس رہی تھیں ہاتھوں کے زخمی ہونے کی بنا پر چکی کا دستہ خون خون ہو رہا تھا اس وقت امام حسینؑ کمسن تھے۔ ایک گوشے میں بھوک سے رو رہے تھے میں نے عرض کیا کہ اے بنت رسول آپ کا ہاتھ زخمی ہے فضہ موجود ہے وہ کام کر دیں گی۔ فرمایا۔ رسول خداؐ نے مجھ سے نصیحت فرمائی ہے کہ ایک روز فضہ کام کریں اور ایک روز میں کل فضہ کی باری تھی......[۲]

زینت سے کنارہ کشی

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "اسماء بنت عمیس" نے مجھ سے بیان کیا میں آپ کی دادی جناب فاطمہؑ کی خدمت میں حاضر تھی کہ اتنے میں رسول خداؐ تشریف لائے۔ اس وقت آپ کے گلے میں سونے کا ایک گلوبند تھا جس کو حضرت علیؑ نے اس حصہ سے خریدا تھا جو انہیں غنیمت سے ملا تھا، پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ محمدؐ کی بیٹی فاطمہؑ جابر بادشاہوں کی طرح لباس پہنتی ہے۔

---

(۱) "جناب فضہ" بہت ہی پرہیزگار خاتون تھیں اور خاتون جنت فاطمہ زہراؑ کی خادمہ تھیں۔ یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ خود حضرت زہراؑ نے یہ روایت بیان کی ہے کہ ازدواجی زندگی کے ابتدائی چند سال سختیوں میں گذرے ہیں (بحار ج ۴۳ ص ۸۸) لیکن جس وقت سے پیغمبر اسلامؐ نے ان کو فدک کی جائداد عطا کی تھی اس کے بعد سے انکی حالت بہتر ہو گئی تھی۔ یہ روایت بھی ملتی ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے ان کو ایک کنیز دی تھی جس کا نام "فضہ" تھا (مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۱۲۰) لہٰذا اگر بعض روایت میں ملتا ہے کہ اہل بیت علیہم السلام نے سختیوں میں زندگی بسر کی اور بعض روایت میں ایک خادمہ کا تذکرہ اس طرح کی روایتیں زندگی کے مختلف حالات کی ترجمانی کرتی ہیں۔

(۲) بحار ج ۴۳ ص ۲۸۔ بیت الاحزان ص ۲۰۔

فاطمہؑ نے اس گلوبند کو پارہ پارہ کر دیا۔ اس کو فروخت کر دیا اور اس کی قیمت سے ایک غلام خرید کر آزاد کر دیا۔ اس عمل سے رسول خداؐ بہت زیادہ خوش ہوئے۔[1]

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا، رسول خداؐ جب سفر کرتے تھے تو اپنے رشتہ داروں سے ملاقات کرتے تھے اور ان سے رخصت ہوتے تھے سب سے آخر میں جس فرد سے رخصت ہوتے تھے وہ جناب فاطمہؑ تھیں اور آپ ہی کے گھر سے اپنا سفر شروع کرتے تھے اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تھے سب سے پہلے جناب فاطمہؑ سے ملاقات کرتے تھے پھر دوسرے رشتہ داروں سے ملاقات کرتے تھے۔

ایک مرتبہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر پر تشریف لے گئے۔ حضرت علی علیہ السلام کو جنگی غنیمت سے کچھ حصہ ملا تھا جس کو انہوں نے جناب فاطمہؑ کے حوالے کر دیا تھا اور سفر پر تشریف لے گئے تھے۔ جناب فاطمہؑ نے اس سے چاندی کے دو کڑے اور ایک پردہ خریدا تھا جس کو دروازے پر آویزاں کر دیا تھا۔ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر سے واپس آئے مسجد تشریف لے گئے اور پھر حسب معمول سب سے پہلے جناب فاطمہؑ کے گھر تشریف لے گئے۔ فاطمہؑ دیکھ کر خوش ہو گئیں اور بڑے ہی اشتیاق سے اپنے بابا کی طرف بڑھیں۔ رسول خداؐ نے ہاتھوں میں چاندی کے کڑے اور دروازہ پر پردہ دیکھا۔ رسول خداؐ وہیں بیٹھ گئے اور آگے تشریف نہیں لائے اور وہیں سے فاطمہؑ کو دیکھتے رہے یہ دیکھ کر جناب فاطمہؑ کو بہت افسوس ہوا اور وہ رونے لگیں اور کہنے لگیں آپ پہلے تو اس طرح پیش نہیں آتے تھے۔

اپنے دونوں بچوں (امام حسن اور امام حسین علیہما السلام) کو بلایا دروازے سے پردہ اتارا ہاتھوں سے کڑے اتارے۔ ایک کو کڑے دیئے اور دوسرے کو پردہ اور ان سے کہا

---

(۱) بحار ج ۴۳ ص ۸۱ عیون اخبار الرضاؑ ج ۲ ص ۴۵۔ اسی روایت کا خلاصہ مختصر سے تفاوت سے مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۳۴۱ میں موجود ہے

بابا جان کے پاس جاؤ۔ پہلے میرا سلام کہنا اور کہنا آپ کے سفر کے بعد ہم نے اس کے علاوہ اور کوئی نیا کام نہیں کیا ہے۔ آپ جس طرح سے چاہیں ان دونوں چیزوں کا مصرف کر سکتے ہیں۔ دونوں بچوں نے ماں کا پیغام نانا، رسولِ خداؐ کی خدمت میں عرض کر دیا۔ رسول خداؐ نے ان دونوں کا بوسہ لیا، کلیجہ سے لگایا ایک کو ایک زانوں پر دوسرے کو دوسرے زانو پر بٹھایا۔ اس کے بعد ان دونوں کڑوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا حکم دیا۔ پھر اہل "صفہ" کو بلایا (یہ لوگ مہاجرین سے تھے جن کے پاس نہ مکان تھا اور نہ مال) رسول خداؐ نے اس کو ان لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر پردہ جس کا عرض کم تھا مگر لمبان زیادہ تھی اس کو ان لوگوں میں تقسیم کر دیا جن کے پاس لباس نہیں تھا۔

اس وقت رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا۔ خدا فاطمہ پر رحمتیں نازل کرے یقیناً خدا اس پردے کے عوض بہشت کا لباس عطا کرے گا اور اس کڑے کے بدلے بہشت کے زیورات عطا کرے گا۔[1]

شادی کا لباس

شادی کے موقع پر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہؑ کو ایک لباس دیا تھا کیونکہ جو لباس پہنے ہوئے تھیں اس میں پیوند لگے ہوئے تھے۔ اسی موقع پر ایک محتاج ان کے گھر آیا اور پرانے لباس کی درخواست کی۔ جناب فاطمہؑ نے چاہا کہ پرانا پیوند لگا لباس فقیر کو دے دیں لیکن فوراً خیال آیا کہ خدا فرماتا ہے:۔ لَنۡ تَنَالُوا

---

(۱) بحار ج ۴۳ ص ۸۳، ۸۴۔ مکارم الاخلاق طبع بیروت ص ۹۴، ۹۵۔ اور اس روایت کا خلاصہ منتہی الامال ص ۱۵۹، ۱۶۰ اور اسی روایت کا خلاصہ مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۱۲۱۔

الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ اس وقت تک تم نیکی کو حاصل نہیں کر سکتے جب تک اپنی محبوب ترین چیز خدا کی راہ میں خرچ نہ کرو[۱] اس کے بعد اپنا نیا لباس فقیر کو دے دیا[۲]

زہد اور خوفِ خدا

جس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ وَاِنَّ جَہَنَّمَ لَمَوْعِدُھُمْ اَجْمَعِیْنَ لَھَا سَبْعَۃُ اَبْوَابٍ لِکُلِّ بَابٍ مِّنْھُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ اور دوزخ ان سب کی وعدہ گاہ ہے جس کے سات دروازے ہیں اور ان میں سے ہر دروازہ کا معین حصہ ہے[۳] پیغمبر اسلامؐ بلند آواز میں گریہ کرنے لگے۔ آنحضرتؐ کو روتا دیکھ کر اصحاب بھی رونے لگے لیکن کسی کو یہ خبر نہیں کہ جبرئیل کیا پیغام لائے! پیغمبر اسلامؐ کا رعب و جلال اتنا تھا کہ کسی کی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ وجہ دریافت کرتا۔ پیغمبر اسلامؐ کی عادت یہ تھی کہ جب فاطمہؑ کو دیکھتے تھے تو خوش حال ہو جاتے تھے۔ اسی بنا پر سلمان جناب فاطمہؑ کے گھر گئے تاکہ انہیں واقعہ بتا سکیں۔ جب وہاں پہونچے تو دیکھا کہ جناب فاطمہؑ جو پیس رہی ہیں اور اس آیت کی تلاوت کرتی جاتی ہیں وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے[۴] ایک اونی عبا آپ کے جسم اطہر پہ ہے جس میں خرمے کی چھال کے بارہ پیوند لگے ہوئے ہیں۔ جناب سلمان نے پیغمبر اسلامؐ کی حالت بیان کی اور جبرئیل کی آمد سے مطلع کیا۔ جناب فاطمہؑ اٹھیں وہی عبا اوڑھی اور روانہ ہو گئیں۔ یہ

---

(۱) سورۃ آل عمران آیت ۹۲ (۲) ریاحین الشریعہ ج ۱ ص ۶۰ نقل از ۔ تبر المذاب ۹
(۳) سورۃ حجر آیت ۴۳۔۴۴ (۴) سورۃ قصص آیت ۶۰۔ سورۃ شوریٰ آیت ۳۶

دیکھ کر سلمان بہت زیادہ متاثر اور غمگین ہوئے اور کہنے لگے افسوس قیصر اور کسریٰ کی بیٹیاں ریشم وحریر کے لباس پہنیں اور محمدؐ کی بیٹی اونی عبا اوڑھے جس میں خرمے کی چھال کے بارہ پیوند ہوں۔

جناب فاطمہؑ رسول خداؐ کی خدمت میں تشریف لائیں، سلام کیا اور عرض کیا بابا جان سلمان میرے لباس دیکھ کر تعجب کرتے ہیں قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا آج پانچ سال ہو رہے ہیں کہ میری اور علیؑ کی ضروریات زندگی میں صرف گوسفند کی ایک کھال ہے دن میں اسی کھال پر اونٹ کو چارہ دیتی ہوں اور رات کو یہی کھال ہمارا بستر ہے اور کھال کی ایک تکیہ ہے جس میں خرمے کی چھال بھری ہوئی ہے۔

پیغمبر اسلامؐ نے ارشاد فرمایا۔ اے سلمان! میری بیٹی خدا کی طرف سبقت لے جانے والوں میں پیش پیش ہے۔

جناب فاطمہؑ نے رسول خداؐ سے رونے کا سبب دریافت کیا۔

جبرئیل جو آیت لے کر نازل ہوئے تھے پیغمبر اسلامؐ نے اس سے جناب فاطمہؑ کو باخبر کیا۔ جناب فاطمہؑ نے جب آیت سنی تو اتنا روئیں کہ زمین پر گر پڑیں اور برابر یہ فرما رہی تھیں وائے وائے ہو ان لوگوں پر جو آتش جہنم میں ڈالے جائیں گے![1]

بھوک اور آسمانی غذا

"ابوسعید خدری" کا بیان ہے۔ ایک دن حضرت علی علیہ السلام سخت گرسنہ تھے فاطمہؑ سے کہا اگر کچھ کھانے کو ہو تو دے دو۔

---

(۱) ریاحین الشریعہ ج ۱ ص ۱۴۸۔ بیت الاحزان ص ۲۸، ۲۹۔

عرض کیا۔ قسم ہے اس خدا کی جس نے میرے بابا کو نبی بنایا اور آپ کو وصی قرار دیا۔ میرے پاس اس وقت کچھ نہیں ہے۔ دو دن سے کچھ کھانے کو نہیں ہے وہی تھوڑی سی غذا تھی جو آپ کی خدمت میں پیش کی اور آپ کو اپنے اور اپنے دونوں بچوں حسن اور حسین پر مقدم رکھا۔

علی علیہ السلام نے فرمایا ——— مجھے بتایا کیوں نہیں تاکہ میں تمہارے لئے کچھ انتظام کرتا۔

عرض کیا — اے ابوالحسن مجھے خدا سے شرم محسوس ہوتی ہے کہ آپ سے ایسی چیز کا مطالبہ کروں جو آپ کے پاس نہ ہو۔

علی علیہ السلام خدا پر اعتماد اور حسن ظن کے ساتھ جناب فاطمہؑ کے پاس سے باہر تشریف لائے اور ایک دینار قرض لیا۔ ابھی دینار ہاتھ میں لئے تھے کہ اپنے گھر والوں کیلئے کچھ چیزیں خریدیں کہ اتنے میں "مقداد بن الاسود" سے ملاقات ہوئی۔ دوپہر کا وقت تھا سورج آگ برسا رہا تھا زمین بھی دہک رہی تھی جس سے تکلیف میں اور اضافہ ہو رہا تھا۔ علی علیہ السلام نے جب ان کو اس حال میں دیکھا ظاہر ہو رہا تھا کہ بہت زیادہ پریشان ہیں کوئی نہ کوئی بات ضرور ہے جس کی بنا پر اس وقت گھر سے باہر نکلے ہیں۔ علی علیہ السلام نے دریافت کیا مقداد کیا بات ہے کہ اس وقت اپنے گھر اور گھر والوں کو چھوڑ کر باہر نکلے ہو؟

عرض کیا۔ اے ابوالحسن مجھے جانے دیجئے میری حالت دریافت نہ کیجئے۔

فرمایا۔ بھائی۔ یہ ناممکن ہے جب تک تمہاری خیریت معلوم نہ کر لوں تم یہاں سے گذر جاؤ!

عرض کیا۔ بھائی خدا کے لئے مجھے جانے دیجئے میری حالت دریافت نہ کیجئے۔

فرمایا۔ ممکن ہی نہیں کہ تم اپنی حالت مجھ سے پوشیدہ رکھو۔

عرض کیا۔ اے ابوالحسن جب آپ اتنا اصرار کر رہے ہیں اور مجھے جانے نہیں دے

رہے ہیں۔ اس خدا کی قسم جس نے محمدؐ کو نبی اور آپ کو وصی قرار دیا۔ میں اس وقت گھر سے صرف اس لئے باہر آیا ہوں کہ کوئی چیز حاصل کروں جس سے بھوک کا علاج کروں۔ میں ابھی گھر سے آرہا ہوں بچے بھوک سے تڑپ رہے ہیں۔ جب میں نے بچوں کے رونے کی آواز سنی مجھ سے رہا نہ گیا اس لئے پریشان حال گھر سے نکلا ہوں تاکہ کوئی چیز فراہم کرسکوں۔ میری داستان یہ ہے۔

یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور اتنا روئے کہ آنسو ریش مبارک تک آ گئے۔ مقداد سے فرمایا جس چیز کی تم نے قسم کھائی ہے اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس چیز کے لئے تم گھر سے باہر نکلے ہو میں بھی اسی لئے گھر سے نکلا ہوں۔ میں نے یہ دینار قرض لیا ہے اور تم کو اپنے اوپر مقدم کرتا ہوں۔ دینار مقداد کو دے دیا اور خود مسجد نبوی میں واپس آ گئے۔ نماز ظہر، عصر اور مغرب وہیں مسجد میں پڑھی۔ جب رسول خداؐ نے مغرب کی نماز تمام کی۔ علی علیہ السلام کے سامنے سے گذرے جو پہلی صف میں نماز پڑھ رہے تھے علی علیہ السلام کو اشارہ کیا اور فرمایا اٹھو۔ حضرت علی علیہ السلام اٹھے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلنے لگے مسجد کے ایک در کے سامنے پہونچ کر رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا رسول خداؐ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا۔ اے ابوالحسن تمہارے پاس رات کے کھانے کے لئے کچھ ہے تاکہ تمہارے ساتھ چلوں؟

علی علیہ السلام نے سر جھکا لیا اور خاموش رہے شرمندگی جواب دینے کی راہ میں حائل تھی پیغمبر اسلامؐ دینار کے قصہ سے واقف تھے کہ کس طرح حاصل کیا؟ کہاں سے حاصل کیا؟ اور پھر کس کو دیا؟ خداوند عالم نے پیغمبر کو وحی کی تھی کہ آج رات علیؑ کے مہمان رہیں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب علی علیہ السلام کی خاموشی دیکھی فرمایا۔ اے علی کہدو "نہیں" تاکہ واپس جاؤں یا کہو "ہاں" تاکہ تمہارے ساتھ چلوں؟

حضرت علی علیہ السلام نے پیغمبر اسلامؐ کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے شرم سے فرمایا چلئے

تشریف لے چلئے۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔

پیغمبر اسلامؐ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور جناب فاطمہؑ کے پاس آگئے۔ اس وقت آپ محراب عبادت میں نماز پڑھ رہی تھیں نماز تمام ہو چکی تھی۔ آپ کی پشت پر ایک پتیلی تھی جس سے بھاپ نکل رہی تھی۔ فاطمہؑ نے جب پیغمبرؐ کی آواز اپنے گھر میں سنی محراب عبادت سے باہر تشریف لائیں۔ پیغمبر اسلامؐ کو سلام کیا۔ پیغمبرؐ سب سے زیادہ آپ ہی کو چاہتے تھے۔ پیغمبر اسلامؐ نے سلام کا جواب دیا اور اپنا دست شفقت ان کے سر پر پھیرا اور فرمایا، میری بیٹی کس طرح دن گذر رہا ہے۔ خداوند عالم تم پر رحمت نازل کرے اس وقت ہمیں کھانا کھلاؤ خدا تمہیں بخش دے اور یقیناً اس نے بخش دیا ہے۔

فاطمہؑ نے پتیلی اٹھائی اور رسول خداؐ و حضرت علیؑ کے سامنے رکھ دی۔ حضرت علیؑ نے جب یہ غذا دیکھی اور اس کی دل پسند خوشبو سونگھی۔ جناب فاطمہؑ کی طرف نگاہ کی فاطمہؑ نے عرض کیا آپ مجھے اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے میں نے کوئی غلط کام کیا ہے؟

فرمایا۔ تم نے قسم کھا کر کہا تھا کہ دو دن سے کچھ نہیں ہے۔

جناب فاطمہؑ نے آسمان کی جانب نگاہ کی۔ فرمایا میرا خدا آسمان و زمین سے واقف ہے کہ میں نے حق کے علاوہ کچھ نہیں کہا۔

فرمایا۔ یہ غذا کہاں سے آگئی۔ میں نے اس طرح کی غذا نہ دیکھی اور نہ اس طرح کی خوشبو سونگھی ہے اور نہ اس سے زیادہ خوش مزہ کھایا ہے؟

رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا۔ اے علی خدا کی طرف سے تمہارے دینار کی یہ جزا ہے اور اس کا عوض ہے۔ "اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ"[1] خدا جسے چاہتا ہے بے حساب

---

(۱) سورۂ آل عمران آیت ۳۷۔

روزی دیتا ہے"۔ اس کے بعد شوق اور شکر سے پیغمبر اسلامؐ رو لے گئے اور فرمایا۔ حمد ہے اس خدا کی جس نے تمہیں زندگی میں اجر عطا کیا اور اے علی تم کو "زکریا" کی مانند اور فاطمہ کو "مریم بنت عمران" کے مانند قرار دیا کہ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا، جب بھی زکریا مریم کی محراب عبادت میں داخل ہوتے تو وہاں مریم کے پاس رزق موجود پاتے۔

بابرکت گلوبند

"جابر بن عبداللہ انصاری" کا بیان ہے کہ ایک روز رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز عصر ہم لوگ کے ساتھ پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو رسول خداؐ اپنے مصلے پر تشریف فرما تھے لوگ آپ کے چاروں طرف جمع تھے۔ اتنے میں عرب مہاجرین میں ایک بوڑھا عرب پھٹا پرانا لباس پہنے رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اتنا بوڑھا اور کمزور تھا کہ اپنے کو سنبھال نہیں پا رہا تھا۔ رسول خداؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کی خیریت دریافت کی۔ اس نے کہا۔ اے رسول خداؐ میں گرسنہ ہوں مجھے غذا چاہیئے۔ برہنہ ہوں لباس عطا کیجئے محتاج ہوں مجھ پر احسان کیجئے۔

فرمایا۔ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے جو تجھے دوں۔ البتہ تمہاری رہنمائی کر دیتا ہوں۔ کار خیر کی رہنمائی کرنے والا بھی ویسا ہی ہے جیسا کار خیر کا انجام دینے والا۔ اس گھر کی طرف جاؤ جس کو خدا اور اس کا رسول دوست رکھتے ہیں اور جو خدا اور اس کے رسول کو دوست

(۱) سورۃ آل عمران آیت ۳۷۔ (۲) کشف الغمہ ج ۲ ص ۲۶، ۲۹۔ امالی طوسی ج ۲ ص ۲۲۸، ۲۳۰۔ بحار ج ۴۳ ص ۵۹، ۶۱۔ اسی روایت کا خلاصہ بحار ج ۴۳ ص ۲۹۔ اس روایت کا آخری حصہ مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۱۱۷۔

رکھتے ہیں۔ خدا کی راہ میں ایثار کرتے ہیں۔ فاطمہ کے گھر جاؤ۔ جناب فاطمہؑ کا گھر رسول خداؐ کے گھر سے بالکل متصل تھا۔ رسول خداؐ نے جناب فاطمہؑ کا گھر اپنی ازواج کے حجرے سے الگ قرار دیا تھا۔

فرمایا۔ اے بلال جاؤ اور اسے فاطمہ کے گھر تک پہونچا دو۔

بوڑھا عرب بلال کے ہمراہ درِ خانہ فاطمہ زہراؑ تک آیا دروازے پر کھڑے ہو کر باآواز بلند کہا سلام ہو تم پر اے خاندان نبوت۔ اے ملائکہ کے مرکز۔ اے جبرئیل امین کی منزل۔ اے وحی خدا کی منزل سلام ہو تم پر۔

جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ تم پر بھی سلام ہو تم کون ہو؟

عرض کیا۔ میں ایک بوڑھا عرب ہوں۔ سختی اور پریشانیوں کی بنا پر ہجرت کر کے آپ کے پدر بزرگوار سرورِ کائنات کے پاس آیا ہوں اے بنتِ محمدؐ میں بہت بھوکا ہوں، برہنہ ہوں مجھ پر احسان کیجئے خدا آپ پر رحمتیں نازل کرے۔

یہ وہ موقع تھا جب رسول خداؐ، علیؑ اور فاطمہؑ نے تین دن سے کچھ کھایا نہیں تھا پیغمبرؐ ان کی حالت سے واقف تھے۔ گوسفند کی وہ کھال جس پر حسنؑ اور حسینؑ سوتے تھے فاطمہؑ نے وہ کھال اٹھائی اور بوڑھے عرب کی طرف یہ کہکر بڑھادی اے شخص یہ لے لے امید کہ خدا تجھ پر رحمتیں نازل کرے گا اور اس سے بہتر تجھ کو عطا کرے گا۔

بوڑھے عرب نے کہا۔ اے بنت محمدؐ میں نے آپ کے سامنے بھوک کی شکایت کی ہے آپ مجھے گوسفند کی کھال عطا کر رہی ہیں میں بھوک میں اسے کیا کروں؟

جناب فاطمہؑ نے جب اس کی یہ بات سنی اپنے اس گلوبند کی طرف ہاتھ بڑھایا جس کو حمزہ بن عبدالمطلب کی بیٹی فاطمہ نے تحفہ کے طور پر دیا تھا فاطمہؑ نے یہ گلوبند اس عرب کے حوالے کر دیا اور فرمایا اس کو فروخت کر ڈالو۔ امید ہے کہ خدا تمہیں اس سے بہتر عطا کرے گا۔

عرب نے وہ گلوبند لیا اور مسجد نبوی میں آیا۔ رسول خدا اپنے اصحاب کے درمیان تشریف فرما تھے۔ اس نے کہا۔ اے رسول خداؐ فاطمہؑ نے مجھے یہ گلوبند عطا کیا ہے اور فرمایا ہے اس کو فروخت کر دو امید ہے کہ خدا تمہاری ضرورتوں کو پورا کر دے گا۔

پیغمبر اسلامؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے فرمایا۔ کیونکر ممکن ہے خدا تمہاری ضرورتوں کو پورا نہ کرے جب کہ تم کو یہ گلوبند اس نے عطا کیا ہے جو آدم کی تمام بیٹیوں کی سردار ہے۔

"جناب عمار یاسرؓ" کھڑے ہوئے اور عرض کیا۔ اے رسول خداؐ آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں یہ گلوبند خرید لوں؟

فرمایا۔ اے عمار اس کو خرید لو۔ اگر اس کی خریداری میں تمام جن وانس شریک ہوں خدا ان سب کو آتش سے آزاد کر دے گا۔

عمار نے کہا۔ اے عرب تم یہ گلوبند کتنے میں فروخت کرو گے؟

اس نے کہا۔ اتنا گوشت اور روٹی جس سے سیر ہو جاؤں۔ ایک یمنی چادر جس سے اپنے کو چھپا سکوں اور بارگاہ پروردگار میں نماز ادا کر سکوں اور ایک دینار جس سے اپنے گھر پہونچ جاؤں۔

جنگ خیبر کے مال غنیمت سے جو حصہ رسول خداؐ نے عمار کو عطا کیا تھا اس کو فروخت کر چکے تھے اور اب کچھ باقی نہیں تھا۔ کہنے لگے۔ اس گلوبند کے بدلے میں تمہیں بیس دینار دو سو درہم، ایک یمنی چادر ایک اونٹ دوں گا جو تمہیں گھر تک پہونچا دے اور گوشت و روٹی سے بھی سیراب کر دوں گا۔

عرب نے کہا۔ اے شخص تم بہت زیادہ سخی ہو۔ وہ عمار کے ہمراہ گیا اور جناب عمار نے جو وعدہ کیا تھا وہ اس کو دے دیا وہ عرب رسول خداؐ کی خدمت میں واپس آیا۔

رسول خداؐ نے اس سے پوچھا۔ سیر ہو گئے، لباس ملا؟
عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان میں بے نیاز ہو گیا
فرمایا۔ فاطمہ کے حق میں دعا کر دو۔

عرب نے کہا۔ بارالہا۔ تو ہمیشہ سے ہمارا خدا ہے تیرے علاوہ کسی اور خدا کی عبادت نہیں کرتا۔ تو ہر طرح سے ہمارا رازق ہے۔ خدایا فاطمہ کو وہ چیزیں عطا کر جس کو نہ کبھی آنکھ نے دیکھا ہو اور نہ کان نے سنا ہو۔

پیغمبر اسلامؐ نے اس کی دعا پر آمین کہا۔ اور اپنے اصحاب کی طرف رخ کر کے فرمایا۔ خداوند عالم نے فاطمہ کو اسی دنیا ہی میں اس دعا کا مفہوم عطا فرمایا ہے۔ کیونکہ میں اس کا پدر ہوں دنیا میں کوئی بھی میرے جیسا نہیں ہے۔ علی اس کے شوہر ہیں اگر علی نہ ہوتے تو قیامت تک کوئی فاطمہ کا ہمسر نہ ہوتا۔ خدا نے فاطمہ کو "حسن" اور "حسین" جیسے بچے عطا کئے ہیں دنیا میں کوئی بھی ان دونوں جیسا نہیں ہے۔ دونوں انبیاء کے فرزندوں کے سردار ہیں اور دونوں جوانان بہشت کے سردار ہیں۔

پیغمبر اسلامؐ کے سامنے، مقداد، عمار اور سلمان بیٹھے ہوئے تھے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کیا تم لوگوں کے لئے فاطمہ کے اور فضائل بیان کروں؟
عرض کیا۔ یقیناً اے رسول خداؐ۔

فرمایا۔ جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے جب فاطمہ کا انتقال ہو گا اور انھیں دفن کیا جائے گا اور سوال کرنے والے فرشتے قبر میں آئیں گے اور سوال کریں گے تمہارا پروردگار کون ہے؟

جواب دے گی۔ اللہ میرا پروردگار ہے۔
سوال کریں گے۔ تمہارا پیغمبر کون ہے؟
جواب دے گی۔ میرا باپ۔

سوال کریں گے۔ تمہارا امام اور ولی کون ہے؟
جواب دے گی۔ یہی جو میری قبر کے کنارے کھڑے ہیں علی ابن ابی طالب۔
پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا۔ جان لو میں فاطمہ کے فضائل تم لوگوں کے لئے اور بیان کرنا چاہتا ہوں۔

خداوند عالم نے فرشتوں کے ایک بڑے گروہ کو اس بات پر مامور کیا ہے کہ وہ چاروں طرف سے فاطمہ کی حفاظت کریں یہ فرشتے زندگی میں بھی ان کے ساتھ ہیں اور انتقال کے بعد قبر میں ان کے ساتھ ہیں۔ ان پر ان کے شوہر پر اور ان کے بچوں پر بہت زیادہ درود بھیجتے رہتے ہیں جو میرے انتقال کے بعد میری زیارت کرے گویا اس نے میری زندگی میں میرا دیدار کیا جو کوئی علی ابن ابی طالبؑ کی زیارت کرے گویا اس نے فاطمہؑ کی زیارت کی ہے۔ اور جو کوئی حسنؑ اور حسینؑ کی زیارت کرے گویا اس نے علی ابن ابی طالبؑ کی زیارت کی ہے جو کوئی "حسنؑ" و "حسینؑ" کے فرزندوں اور ان کی ذریت کی زیارت کی گویا اس نے ان دونوں کی زیارت کی ہے۔

عمار نے گلوبند لیا۔ مشک میں بسایا۔ ایک یمنی کپڑے میں لپیٹا عمار کے پاس "سہم" نامی ایک غلام تھا۔ جس کو انہوں نے خیبر کے مال غنیمت سے خریدا تھا۔ گلوبند غلام کو دیا اور کہا اس کو رسول خداؐ کی خدمت میں لے جاؤ تم بھی آج سے رسول خداؐ سے متعلق ہو۔

غلام گلوبند لے کر رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عمار کا پیغام پہونچایا پیغمبر اسلامؐ نے ارشاد فرمایا گلوبند لے کر فاطمہ کے پاس جاؤ اور تم بھی فاطمہؑ سے متعلق ہو۔
غلام گلوبند لے کر جناب فاطمہؑ کے پاس پہونچا اور پیغمبر اسلامؐ کی بات دہرائی۔
جناب فاطمہؑ نے گلوبند لیا اور غلام کو آزاد کر دیا۔ غلام ہنسنے لگا جناب فاطمہؑ نے سوال کیا۔ اے غلام کس لئے ہنس رہے ہو؟

عرض کیا۔ اس گلوبند کی بے پناہ برکت دیکھ کر ہنس رہا ہوں کہ اس نے ایک گرسنہ کو سیر کیا۔ ایک برہنہ کو لباس پہنایا ایک فقیر کو بے نیاز کیا اور ایک غلام کو آزاد کیا اور خود اپنے مالک کو واپس مل گیا۔[1]

نُورانی چادر

ایک مرتبہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک یہودی سے کچھ جو بطور قرض لئے۔ یہودی نے رہن کے طور پر کسی چیز کا مطالبہ کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے جناب فاطمہؑ کی اونی چادر اس یہودی کے پاس رہن رکھ دی۔ یہودی نے وہ چادر ایک کمرے میں رکھ دی۔ جب رات ہوئی اور اس کی زوجہ کسی کام سے اس کمرے میں گئی وہاں ایک نور دیکھا، جو سارے کمرے کو منور کئے ہوئے ہے۔ اپنے شوہر کے پاس واپس آئی اور کہنے لگی کہ اس کمرے میں اس نے ایک عظیم الشان نور دیکھا ہے۔ یہودی کو سن کر بہت زیادہ تعجب ہوا۔ وہ بھول گیا تھا کہ اس نے اس کمرے میں چادر رکھی ہے۔ دوڑا دوڑا اس کمرے میں آیا اور دیکھا کہ لباس سے ہر طرف نورانی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں گویا چودہویں کا چاند اس کمرے میں چمک رہا ہے اس کو اور تعجب ہوا۔ اس نے اس لباس کو اور زیادہ غور سے دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ یہ تو جناب فاطمہؑ کی چادر ہے۔ گھر سے باہر نکلا اور اپنے تمام رشتہ داروں کے پاس گیا ان کو بلا کے لایا۔ اس کی زوجہ بھی اپنے رشتہ داروں کے پاس گئی اور انہیں بلا لائی۔

تقریباً اسّی۸۰ یہودی وہاں جمع ہو گئے اور اس منظر کو دیکھنے لگے اور سب کے

---

(۱) بحار ج ۴۳ ص ۵۶/۵۸۔

سب اسلام لے آئے (۱)

جنّتی لباس

ایک مرتبہ کچھ یہودیوں کے یہاں شادی تھی وہ لوگ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے ہم آپ کے پڑوسی ہیں ہمارے بھی کچھ حقوق ہیں آپ سے ہماری درخواست یہ ہے کہ ہمارے یہاں شادی ہے آپؐ اپنی بیٹی فاطمہؑ کو شادی میں شرکت کرنے ہمارے گھر بھیج دیجئے تاکہ ان کے قدم کی برکت سے شادی کی رونق میں اور اضافہ ہو جائے۔ یہودی اس بات پر برابر اصرار کرتے رہے۔

پیغمبر اسلامؐ نے ارشاد فرمایا۔ وہ علی ابن ابی طالبؑ کی زوجہ ہیں ان کے احکام کی پابند ہیں جاؤ ان سے اجازت حاصل کرو۔

ان لوگوں نے پیغمبر اسلامؐ سے درخواست کی کہ آپ حضرت علیؑ سے سفارش فرما دیجئے یہودیوں نے اس شادی میں ہر طرح کے لوازمات فراہم کرلئے تھے اور بے پناہ زیور جمع کیا تھا۔ ان کا خیال یہ تھا کہ فاطمہؑ اپنے کہنہ اور بوسیدہ لباس کے ساتھ اس شادی میں شریک ہوں گی اور اس طرح ان کی سبکی ہوگی اور ہمارا مقصد حاصل ہو جائے گا۔

اسی وقت جبرئیل امین جنت کا لباس اور زیور و زینت کے سامان لے کر نازل ہوئے کہ آج تک کسی نے ایسی چیزیں نہیں دیکھی تھیں۔ فاطمہؑ نے وہ لباس اور زیور زیب تن کیا۔ جنت کی خوشبو لگائی جس کو دیکھ کر سب تعجب کرنے لگے۔ جب آپ یہودیوں کے گھر تشریف لے گئیں آپ کو دیکھ کر تمام یہودی عورتیں سجدہ میں گر گئیں اور ان کے سامنے

---

(۱)۔ بحار ج ۴۳ ص ۳۰۔ اس روایت کا خلاصہ مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۱۱۷، ۱۱۸۔ منتہی الآمال ص ۱۶۰۔

زمین کو بوسہ دینے لگیں۔ اس معجزہ کو دیکھ کر بہت سے یہودیوں نے اسلام قبول کرلیا[1]

فرشتے فاطمہؑ کی مدد کرتے ہیں

جناب "ابوذرؓ" کا بیان ہے:

ایک مرتبہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بھیجا کہ حضرت علی علیہ السلام کو بلا لاؤں جب حضرت علی علیہ السلام کے گھر گیا وہاں آواز دی مگر کوئی جواب نہ ملا۔ گھر میں چکی خود بخود چل رہی تھی اور کوئی وہاں موجود نہیں تھا۔ دوسری مرتبہ حضرت علیؑ کو آواز دی وہ باہر تشریف لائے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے گفتگو کی جو میں نہ سمجھ سکا۔ اس وقت میں نے کہا کہ حضرت علیؑ کے گھر کی چکی دیکھ کر مجھے بہت زیادہ تعجب ہوا کہ خود بخود چل رہی تھی اور کوئی وہاں موجود نہیں تھا۔

پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میری بیٹی فاطمہؑ کی حالت یہ ہے کہ خدا نے اس کے قلب اور اس کے جسم کو ایمان و یقین سے پُر کر دیا ہے۔ خدا اس کے ضعف سے آگاہ ہے۔ خدا اس کی زندگی میں اس کی مدد کرتا ہے اور چیزوں کو پورا کرتا ہے۔ کیا تمہیں نہیں معلوم خداوند عالم کے پاس ایسے فرشتے ہیں جن کو اس نے خاندان "محمدؐ" کی مدد کرنے پر مامور کیا ہے[2]

---

(۱) بحار ج ۴۳ ص ۳۰۔

(۲) بحار ج ۴۳ ص ۲۹۔ اسی طرح کی روایت مختصر سے تفاوت سے مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۱۱۶۔

ایثار اہلبیت اور سورۂ "ھل اتیٰ"

شیعہ اور سنی اکثر راویوں نے نقل کیا ہے کہ نذر کے مطابق حضرت علی علیہ السلام فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور ان کی خادمہ "فضہ" نے تین دن مسلسل روزہ رکھا۔ پہلے دن افطار کے وقت ایک فقیر نے آواز دی۔ حضرت علیؑ نے اپنا افطار اس کو دے دیا۔ بقیہ لوگوں نے بھی ان کی پیروی کرتے ہوئے اپنا اپنا افطار فقیر کو دے دیا۔ دوسرے دن یتیم نے آواز دی۔ آج بھی سب نے اپنا اپنا افطار یتیم کو دے دیا۔ تیسرے دن ایک اسیر نے آواز دی۔ آج بھی سب نے اپنا اپنا حصہ اسیر کے حوالے کر دیا۔ اس وقت خداوند عالم کی طرف سے سورۂ ھل اتیٰ نازل ہوا اور اس سورہ کی یہ آیت وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا اسی ایثار اور قربانی کی ترجمانی کر رہی ہے۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس سورہ میں جنت کی تمام نعمتوں کا تذکرہ ہے لیکن "حوروں" کا کوئی ذکر نہیں ہے اور یہ جناب فاطمہ زہراؑ کے احترام کی خاطر ہے۔[1]

اس واقعہ کی تفصیل شیعہ و سنی تفسیروں میں دیکھی جا سکتی خاص کر اہلسنت کے مشہور و معروف عالم اور مفسر "جار اللہ زمخشری" کی تفسیر "کشاف" ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

جناب فاطمہؑ اور آیۂ تطہیر

تمام راویوں نے اور تمام شیعہ مفسرین اور اہل سنت کے اکثر علماء اور مفسرین نے

---

(۱) مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۱۰۶، ۱۴۷، ۱۴۸۔ منتہی الآمال ص ۶۸۔ ہجرت کے دوسرے سال کے واقعات میں۔

آیت تطہیر اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا [1] کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ آیت امیرالمومنین علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے [2] پیغمبر اسلامؐ کے معصوم اہل بیت سے یہی افراد مراد ہیں۔ عظیم مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کی عصمت پر گواہ ہے۔ اس سلسلے میں کافی روایتیں اور دلیلیں موجود ہیں۔ تفصیلات کے متمنی افراد تفصیلی کتابوں کی طرف رجوع کر سکتے ہیں اختصار کے پیش نظر صرف ایک روایت نقل کرتے ہیں۔

"نافع بن ابی الحمراء" کا بیان ہے میں آٹھ مہینہ تک مدینہ میں رہا پیغمبرؐ کو دیکھا کرتا تھا کہ روزانہ جب نماز صبح کے لئے تشریف لاتے تھے تو فاطمہؑ کے دروازے پر جاتے تھے اور فرماتے تھے اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ یَا اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلصَّلَاۃُ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا۔ سلام ہو تم پر اے اہل بیت اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں تمہارے شامل حال ہوں۔ نماز کا وقت ہے۔ بے شک اللہ نے یہ ارادہ کیا کہ تم اہل بیت سے ہر طرح کی نجاست کو دور رکھے اور تمہیں اس طرح پاک رکھے جو پاک رکھنے کا حق ہے [3]۔

پیغمبرؐ کے ساتھ مباہلہ میں

عام طور پر راویان حدیث اور صاحبان تاریخ و تفسیر نے اس بات کو صراحت

---

(۱) سورۂ احزاب آیت ۳۳ (۲) امالی طوسی ج ۱ ص ۲۵۴، ۲۶۹، ۲۷۰۔ امالی صدوق ص ۳۸۱، ۳۸۲۔ اصول کافی ج ۱ ص ۲۸۷ فصول المختارہ شیخ مفید (ط قم) ص ۲۹، ۳۰۷ (۳) کشف الغمہ ۲۷۰ ص ۱۳۔ اسی طرح کی روایت امیرالمومنین علیہ السلام سے امالی طوسی ج ۱ ص ۸۸، ۲۵۷۔ ج ۲ ص ۱۷۷۔ امالی مفید ص ۱۸۸۔ امالی صدوق ص ۱۲۴۔

سے ذکر کیا ہے کہ نجران کے عیسائیوں سے جب پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مباہلہ کرنے تشریف لے گئے تو جن پانچ افراد کو پیغمبر اسلامؐ اپنے ہمراہ لے گئے ان میں ایک ذات جناب فاطمہ زہراؑ کی بھی تھی۔ یہ بات خود اپنی جگہ پر عظیم فضیلت ہونے کے ساتھ ساتھ اس بات کی قوی اور محکم دلیل ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کے "معصوم اہلبیت" علی و فاطمہ و حسن اور حسین علیہم السلام ہیں۔ پیغمبر اسلامؐ کے دوسرے رشتہ دار یا ازواج اس میں بالکل شامل نہیں ہیں۔

مباہلہ کی مختصر داستان کچھ اس طرح ہے۔

نجران کے عیسائیوں کا ایک گروہ پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق پیغمبر اسلامؐ سے گفتگو کرنے لگا۔ پیغمبر اسلامؐ نے ان کے لئے اس آیت کی تلاوت کی اِنَّ مَثَلَ عِیسٰی عِندَ اللّٰهِ کَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ [1] عیسیٰ کی (تخلیق کی) مثال (کہ بغیر باپ پیدا ہوئے ہیں) اللہ کے نزدیک آدم کی (تخلیق کی) طرح ہے کہ اس نے آدم کو (بغیر ماں باپ کے) مٹی سے پیدا کیا۔

اس بات سے عیسائی مطمئن نہیں ہوئے اس وقت پیغمبر اسلامؐ پر مباہلہ کی آیت نازل ہوئی فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ [2] جو علم و دانش آپ کے پاس آئی ہے اس کے بعد اگر کوئی آپ سے عیسیٰ کے بارے میں گفتگو کرے تو آپ اس سے کہئے کہ آؤ ہم اپنے

---

(۱) سورۃ آل عمران آیۃ ۵۳۔ (۲) سورۃ آل عمران آیۃ ۵۴۔

فرزندوں کو بلاتے ہیں تم اپنے فرزندوں کو بلاؤ۔ ہم اپنی عورتوں کو آواز دیتے ہیں تم اپنی عورتوں کو آواز دو۔ ہم اپنے نفسوں کو بلاتے ہیں تم اپنے نفسوں کو بلاؤ اور آپس میں مباہلہ کریں اور جھوٹ بولنے والوں پر خدا کی لعنت قرار دیں۔

مباہلہ یہ ہے کہ دو افراد جو آپس میں کسی موضوع پر بحث کر رہے ہیں وہ ایکدوسرے پر لعنت کریں اور خدا سے یہ مطالبہ کریں کہ اس پر عذاب نازل کرے جو باطل پر ہو اور یہ کام صرف اللہ کے سچے نمائندوں کا ہے جو واقعاً خدا سے ارتباط رکھتے ہیں۔

نجران کے عیسائیوں نے شروع میں یہ بات تسلیم کرلی اور طے یہ پایا کہ دوسرے روز مباہلہ ہوگا۔ لیکن جب پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سے واپس آئے تو آپس میں باہم گفتگو اور مشورہ کرنے لگے۔ "اسقف" نے ان سے کہا اگر پیغمبرؐ اپنے فرزندوں اور اپنے اہل بیت کے ہمراہ مباہلہ کرنے آئیں تو ان سے مباہلہ نہ کرنا اور اگر اپنے اصحاب کو ہمراہ لائیں تو کوئی بات نہیں ہے۔

دوسرے روز پیغمبر اسلامؐ امیر المومنین حضرت علیؑ، فاطمہ زہراؑ امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کے ہمراہ مباہلہ کرنے تشریف لے گئے اور عیسائیوں کے مقابلے میں زمین پر بیٹھ گئے اور اپنے اہل بیت سے فرمایا جب میں دعا کروں تو تم لوگ "آمین" کہنا۔ پیغمبر اسلامؐ کی حالت دیکھ کر عیسائی بہت زیادہ خوف زدہ ہو گئے اور اس بات کا اعتراف کرنے لگے کہ پیغمبر اسلامؐ کی روش گذشتہ انبیاء کی طرح ہے اور پیغمبر اسلامؐ سے یہ درخواست کرنے لگے کہ مباہلہ نہ فرمائیں اور ان سے صلح کریں۔ اس کے بعد عیسائی مصالحت کے طور پر مال ادا کرنے کا عہد کر کے واپس چلے گئے۔ [1]

---

(۱) مناقب ابن شہر آشوب ج ۲ ص ۱۴۲ ، ۱۴۴۔ کشف الغمہ ج ۱ ص ۲۲۵ ، ۳۲۶۔ منتہی الآمال ص ۱۱۳ ، ۱۱۶ ، ۱۷۶ ، ۱۷۷ فصول المختارہ شیخ مفید (رحمۃ اللہ) ص ۱۸۔ صحیح مسلم، مسند احمد بن حنبل، ابو نعیم اصفہانی کی کتاب "فیما نزل من القرآن فی امیر المومنینؑ"، تفسیر زمخشری (با قلم خود دیگر)

باپ کی گرسنگی پر بیٹی کا گریہ

"عبداللہ بن الحسن" کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہؑ کے گھر تشریف لے گئے۔ فاطمہؑ نے جَو کی سوکھی روٹی کا ایک ٹکڑا پیغمبرؐ کی خدمت میں پیش کیا اور پیغمبرؐ نے اس سے افطار فرمایا اس کے بعد فرمایا۔ میری بیٹی آج تین دن کے بعد یہ پہلی روٹی ہے جو ابھی کھائی ہے۔

یہ سن کر جناب فاطمہؑ رونے لگیں اور پیغمبر اسلامؐ اپنے دست مبارک سے ان کے آنسو پوچھ رہے تھے۔[1]

احترام فاطمہؑ اور پیغمبرؐ

"عائشہ" سے روایت ہے کہ جس وقت بھی فاطمہؑ رسول خداؐ کی خدمت میں تشریف لاتی تھیں، پیغمبرؐ اپنی جگہ سے کھڑے ہو جاتے تھے۔ فاطمہؑ کے سر کا بوسہ لیتے تھے اور انہیں اپنی جگہ بٹھاتے تھے اور جب بھی پیغمبرؐ فاطمہؑ کے پاس ملاقات کرنے تشریف لیجاتے تھے تو ایکدوسرے کی پیشانی کا بوسہ لیتے تھے اور ایک ساتھ بیٹھتے تھے۔[2]

(پچھلے صفحے سے آگے) ابوالفرج اصفہانی کی "اغانی" اور اس کے علاوہ اہل سنت اور شیعہ علماء کی اکثر کتابوں اور تفسیروں میں مباہلہ کی فضیلت کا تذکرہ ہے۔

(۱) بحار ج ۴۳ ص ۴۰۔ مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۱۱۳۔ (۲) بحار ج ۴۳ ص ۴۰۔ مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۱۱۳۔ اسی طرح کی روایت مختصر سے تفاوت امالی طوسی ج ۲ ص ۱۴۔ بیت الاحزان محدث قمی ص ۱۵۔

شہادت

حضرت رسول خداؐ کی رحلت کے بعد طرح طرح کی مصیبتیں جناب فاطمہ زہراؑ کو دلی صدمے پہونچا رہی تھیں اور زندگی کو ناقابل برداشت بنا رہی تھیں۔ ایک طرف پیغمبر جیسے باپ کی رحلت جن کو وہ بہت زیادہ چاہتی تھیں ان کی جدائی کا صدمہ بالکل ناقابل برداشت تھا، دوسری طرف موقع پرستوں، سازش کاروں نے زبردستی حضرت علی علیہ السلام کی مسلم الثبوت خلافت غصب کرلی تھی جس کی بنا پر جناب فاطمہ زہراؑ کو سخت جسمانی اور روحانی صدمات برداشت کرنا پڑے۔

یہی مصائب دل کو مجروح کرنے کے لئے کیا کم تھے کہ دوسرے صدمات اس پر مستزاد تھے جس کی بنا پر تاریخ میں ملتا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کی وفات کے بعد جناب سیدہؑ مسلسل غمگین رہتی تھیں اور آنسو بہایا کرتی تھیں۔ کبھی پیغمبرؐ کی قبر کی زیارت کو تشریف لے جاتیں اور بہت روتیں[1] کبھی شہداء کی قبروں کی زیارت کو جاتیں اور بہت گریہ کرتیں[2] گھر میں بھی گریہ اور عزاداری کے علاوہ کوئی اور کام نہ تھا۔ جب مدینہ والوں نے آپ کی گریہ وزاری پر اعتراض کیا، امیر المومنین علیہ السلام نے بقیع کے قبرستان میں ایک حجرہ تعمیر کرایا جس کو "بیت الاحزان" کہا جاتا ہے۔ جناب سیدہ روزانہ صبح حسنینؑ کے ساتھ وہاں تشریف لے جاتیں اور قبروں کے درمیان شام تک رویا کرتی تھیں جب رات ہو جاتی مولائے کائنات تشریف لاتے اور انہیں اپنے ہمراہ گھر لے آتے

---

(۱) بیت الاحزان محدث قمی ص ۱۳۷۔ منتہی الامال ص ۱۹۳۔ کنز الفوائد کراجکی ص ۳۶۔

(۲) بیت الاحزان ص ۱۴۱۔ منتہی الامال ص ۱۹۴۔ امالی صدوق ص ۱۲۱۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۶۔

یہاں تک کہ جناب سیدہ بیمار ہوگئیں اور بستر سے لگ گئیں [1]

پیغمبر اسلامؐ کی جدائی کا صدمہ جناب سیدہؑ کو اتنا زیادہ تھا کہ پیغمبر اسلامؐ کی جو چیز نظروں سے گزرتی بے اختیار آنسو نکل پڑتے۔ اور بہت روتی تھیں۔

پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موذن جناب بلال رضؓ نے پیغمبر اسلامؐ کی رحلت کے بعد یہ طے کرلیا تھا کہ اب اذان نہیں دیں گے۔ ایک دن جناب سیدہؑ نے فرمایا میں اپنے بابا کے موذن کی آواز سننا چاہتی ہوں۔ یہ بات جناب بلالؓ تک پہونچی جناب سیدہ کے احترام میں بلالؓ نے اذان کہنا شروع کی۔ جس وقت "اللہ اکبر اللہ اکبر" کی آواز جناب سیدہؑ کے کانوں تک پہونچی بے اختیار آنسو نکل پڑے اور جس وقت بلالؓ نے اشہد ان محمداً رسول اللہ" کہا جناب سیدہؑ نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہوگئیں۔

لوگوں نے جاکر بلال سے کہا بس رک جاؤ پیغمبرؐ کی بیٹی دنیا سے رخصت ہوگئی۔ لوگ یہ خیال کر رہے تھے کہ جناب سیدہ کا انتقال ہوگیا ہے۔

بلال نے اذان روک دی۔ جب جناب سیدہؑ کو ہوش آیا بلال سے فرمایا اذان مکمل کردو بلال نے قبول نہ کیا اور عرض کیا اے شہزادی کائنات مجھے ڈر ہے کہ آواز سن کر کہیں آپ کا انتقال نہ ہوجائے [2]

جناب سیدہؑ پر اتنی زیادہ اور اتنی طرح کی مصیبتیں پڑیں جس کی بنا پر آپ مسلسل بیمار رہنے لگیں اور بستر سے لگ گئیں اور آخر کار انہیں صدمات کی بنا پر جمادی الاولی کی ۱۳ تاریخ یا جمادی الثانیہ کی تیسری تاریخ ۱۱ھ کو یعنی رحلت پیغمبرؐ کے ۷۵ یا

---

(۱) بحار ج ۴۳ ص ۱۷۷، ۱۷۸، بیت الاحزان ص ۱۳۸۔

(۲) بحار ج ۴۳ ص ۱۵۷، بیت الاحزان ص ۱۴۰، ۱۴۱۔

۹۵ دن کے بعد آپ کی شہادت ہوگئی۔ آپ کی غمناک شہادت سے شیعوں کے دل ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زخمی و مجروح ہوگئے۔[1]

خدایا تجھے اپنی کنیز خاص کی بے پناہ مظلومیت کا واسطہ کہ یوسف زہراؑ حضرت ولی عصرؑ کے ظہور میں تعجیل فرما ـــــــــ اور
ہمیں ان کے انصار اور غلاموں میں شمار فرما ـــــــــ
آمین بحق آل طہٰ و یٰسین

---

(۱) اس مختصر سے رسالے میں اختصار کے پیش نظر بہت سے وہ واقعات جو رسول خداؐ کی رحلت کے بعد رونما ہوئے تھے ان کا تذکرہ نہیں کیا جا سکا۔ جیسے جناب سیدہؑ کے گھر کو آگ لگانا۔ آپ کا مسجد میں تشریف لے جانا اور خطبہ دینا۔ حضرت علی علیہ السلام کی ولایت و امامت سے دفاع کرنا۔ فدک کے بارے میں خلیفہ اول سے احتجاج کرنا۔ وصیت کرنا اور آپ کی شہادت کے بعد کے واقعات کی تفصیلات کے طالب حضرات دلخراش اور اندوہناک اور کردار ساز واقعات کو محدث قمی علیہ الرحمہ کی کتاب "بیت الاحزان" میں دیکھ سکتے ہیں۔

استاد شہید
مرتضیٰ مطہری
کی معرکۃ الآرا
فارسی تصنیف
"فلسفۂ حجاب"
کا
اردو ترجمہ
عورت
پردے
کی
آغوش
میں
اس کتاب میں
جدید فکری زاویوں
سے گفتگو کرتے ہوئے
اسلامی پردے سے متعلق
بیشتر غلط فہمیوں کو دور کیا گیا ہے اور
پردے کے موضوع پر بحث کے ضمن میں "رسم پردہ کا تاریخی جائزہ" "رواج پردہ
کے اسباب" "اسلام میں پردے کا فلسفہ" "پردے پر اعتراضات و اشکالات" اور "اسلامی پردہ"
کے موضوع پر سیر حاصل اور دل نشین انداز میں گفتگو کی گئی ہے۔ دیدہ زیب سرورق، سفید کاغذ
آفسٹ طباعت۔ ۲۴۰ صفحات
قیمت ۱۰ روپے
دار الثقافۃ الاسلامیۃ پاکستان